بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

Regd No. P. 61

ہفت روزہ
بدر قادیان
The Weekly Badr Qadian

جلد ۲ شمارہ ۲۱

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

محرم کو وقت تو ذیل رسید
دیجئے محمّیلہ بنا رہند تو محرّفہ

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ملک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۴ ہجرت (مئی)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترمہ بیگم صاحبہ مرزا وسیم احمد صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ حضور انور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔ الحمد للہ۔

قادیان ۲۴ ہجرت۔ آج ساڑھے چھ بجے شام حضرت بیگم صاحبہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب۔ حضرت امیر صاحب مقامی مولانا عبد الرحمان صاحب فاضل مع اہل و عیال ربوہ سے بخیریت قادیان واپس تشریف لائے۔ الحمد للہ۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

★ ربوہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ محترم صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب کے بڑے بیٹے عزیز صاحبزادہ مرزا فہیم احمد صاحب سلمہٗ تشویشناک طور پر علیل ہیں اور لائل پور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت عزیز موصوف کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمادیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے آمین۔

۲ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ | ۲۷ ہجرت ۱۳۵۰ ہش | ۲۷ مئی ۱۹۷۱ء

قسط اوّل

صوبہ اڑیسہ میں سالانہ تبلیغی جلسوں کا انعقاد

(رپورٹ مرسلہ مکرم حکیم محمد دین صاحب انچارج مبلغ صوبہ بنگال و اڑیسہ)

صوبہ اڑیسہ کے سالانہ تبلیغی جلسوں میں شریک ہونے کے لئے خاکسار کے علاوہ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج بمبئی اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب انچارج مبلغ دہلی کو نظارت نے وقت مقررہ پر پہنچنے کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ بفضلہ مبلغین کرام وقت پر پہنچ گئے۔ حسب پروگرام سب سے پہلا جلسہ جماعت سورو میں مقرر تھا۔ جماعت نے یہ جلسہ شری جدوناتھ دہاینتر ایم۔ ایل۔ اے کی صدارت میں ۸ بجے شب مورخہ ۲۹/۴/۷۱ کو شروع کرایا۔ اس جلسہ میں خاکسار اور دونوں مبلغین کرام نے احمدیت کی صداقت کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔ محترم صدر صاحب نے صدارتی تقریر میں حاضرین کو ان تقاریر سے فائدہ اٹھانے کی تلقین کی۔ عین جلسہ کے آغاز میں بارش شروع ہو گئی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بارش کو روک دیا جس کے بعد کافی تعداد میں حاضرین جلسہ میں شریک ہوئے اور آخر وقت تک جلسہ کی تمام تقاریر کو سنتے رہے۔ الحمد للہ یہ جلسہ بفضلہ کامیاب رہا۔

مورخہ ۳۰/۴/۷۱ کو وفد کے دو حصے کئے گئے۔ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی سورو میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے نیز جماعت کو تربیتی نصائح فرمانے کے لئے رک گئے۔ خاکسار اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب نے نماز جمعہ بھدرک میں ادا کی۔

بھدرک میں جمعہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب نے پڑھایا۔ اور جماعت کو خدا تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چل کر اس کی جنت کے وارث بننے کے لئے مناسب حال اعمال بجا لانے اور مسلسل قربانیاں کرتے چلے جانے کے بارے میں توجہ دلائی۔ شام کو بھدرک میں مدینہ میدان میں مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ اس جلسہ میں مکرم صدر صاحب نے افتتاحی تقریر میں اور احسن کے بعد خاکسار اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب نے مقامی حالات کے مناسب حال صداقت احمدیت کے تعلق سے تقاریر کیں۔ دوسری تقریر ختم ہونے سے پہلے بارش بہت زور سے شروع ہو گئی جس کی وجہ سے جلسہ کی کارروائی رکنی پڑی۔ تاہم بفضلہ تعالیٰ کافی وقت تک ہندوؤں اور مسلمانوں نے پورے انہماک سے جلسہ سنا۔ جلسہ کے اختتام کے بعد ہندوؤں نے مکرم مولوی بشیر احمد صاحب سے مل کر خواہش کی کہ ہندوؤں کی کتب کی رو سے ایسی تقاریر سن کر وہ بہت متاثر ہوئے ہیں اور آئندہ اپنے محلے میں ایسے جلسے کروانے کے خواہشمند ہیں۔ اور مزید وہاں پروگرام بڑھانے کی بھی خواہش کی۔ اگلے دن مکرم عبد الہادی صاحب۔ مکرم محمد یونس صاحب اور ایک دو مزید دوست ایک ٹیکسی کا انتظام کر کے وفد کے ہمراہ صبح روانہ ہو کر سیدھے سونگھڑہ پہنچ گئے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

سونگھڑہ کا پروگرام بھی بفضلہ بہت کامیاب رہا جس کی الگ مفصل رپورٹ مکرم سید محمد موسیٰ صاحب بھجوا رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سونگھڑہ سے وفد کو لانے کے لئے مکرم غلام مصطفیٰ صاحب آف چودہ کلاٹ نے بعض دوستوں کے تعاون سے ایک جیپ کار بھجوائی جس میں ممبران وفد بسہولت چودہ کلاٹ ۴/۵/۷۱ کو صبح ۸ بجے کے قریب پہنچ گئے۔ چودہ کلاٹ میں جلسہ دو جگہ مقرر تھا۔ پہلا جلسہ جو ہندوؤں کے محلہ میں تھا۔ یہ جلسہ ایک سابق ایم ایل اے یعنی کیندرا پاڑہ کے ایک معروف ڈاکٹر سروج کانتو قانون گو کی صدارت میں شروع ہوا۔ اس جلسہ میں مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب نے پیغام حق پہنچایا۔ اس کے علاوہ شمس الحق صاحب آف کیرنگ اور عبد الہادی صاحب نے اڑیہ زبان میں تقاریر کیں۔ مکرم مولوی عبد الحلیم صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت اور مبلغین کرام کا اڑیہ زبان میں تعارف کرایا۔ اور مکرم طارق احمد صاحب نے اڑیہ منظوم کلام میں پیغام احمدیت پہنچایا۔ اس کے بعد شام کے کھانے اور نمازوں سے فراغت کے بعد مسلمانوں کے محلہ میں لاؤڈ اسپیکر کا انتظام کر کے مکرم غلام مصطفیٰ صاحب نے غیر احمدی مسلمانوں کو گھروں میں بیٹھے پیغام حق سنانے کا انتظام کیا۔ کیونکہ یہ لوگ مولویوں کے فتووں کی وجہ سے جلسوں میں جرأت سے شامل نہیں ہوتے۔ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے ان کو رات کے ۱۱ بجے تک احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ اور انہیں قبول حق کی دعوت دی گئی۔ اگرچہ چودہ کلاٹ میں صرف دو احمدی ہیں۔ ان میں سے مکرم غلام مصطفیٰ صاحب نے سارا خرچ برداشت کر کے اپنی بستی کے لوگوں کو پیغام حق سنانے کا سارا انتظام کیا اور بفضلہ یہ پروگرام بہت کامیاب رہا۔ موصوف نے واپسی پر بھی وفد کو کیندرا پاڑا بلکہ جگت پور تک بذریعہ جیپ کار ٹیکسی پہنچانے کا انتظام فرمایا۔ فالحمد للہ وجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

چودہ کلاٹ سے فارغ ہو کر تبلیغی وفد مورخہ ۵/۵/۷۱ کو بذریعہ ٹیکسی۔ ریل و بس سفر کر کے ایک بجے دوپہر کو کرڈا پلی پہنچا۔ کرڈا پلی میں اسی روز شام کو خاکسار کی صدارت میں تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں تینوں مبلغین وفد کے علاوہ مقامی مبلغ مکرم سید فضل عمر صاحب نے تربیتی تقاریر کیں۔ اگلے دن وفد صبح کے وقت پنکال پہنچ گیا۔ ۶/۵/۷۱ کو شام کو پنکال میں بھی تربیتی جلسہ ہوا۔ جس میں چاروں مبلغین نے تربیتی تقاریر کیں۔ ۷/۵/۷۱ کی صبح کو وفد پنکال سے روانہ ہو کر ۱۰ بجے صبح کٹک پہنچا۔ کٹک میں جمعہ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے پڑھایا۔ نماز جمعہ کے بعد خدام کے زیر اہتمام جلسہ ہوا۔ (جس میں اطفال اور انصار بھی شریک ہوئے۔ مستورات کے لئے بھی نماز جمعہ میں شرکت اور تربیتی تقاریر سننے کے لئے مکرم صدر صاحب نے اپنے مکان میں انتظام کیا ہوا تھا۔) خدام نے تقسیم انعامات کے سلسلہ میں جلسے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ اس جلسے میں خاکسار۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب نے حسب ضرورت خدام کو اور حاضرین کو تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے مختلف مقابلوں میں فرسٹ، سیکنڈ اور تھرڈ آنے والے خدام میں انعامات تقسیم کئے۔ بعد ازاں خدام نے چائے اور مٹھائی سے سب حاضرین کی تواضع کی۔ اسی روز بعد نماز مغرب و عشاء وفد ٹیکسی میں سوار ہو کر ۱۰ بجے شب

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۷ ہجرت ۱۳۵۰ ہش

حقیقت پر مبنی پیش خبریاں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ہزاروں ہزار اندرونی و بیرونی شواہد میں سے ایک بڑا ذخیرہ ان پیش خبریوں کا بھی ہے جو خدا تعالیٰ سے علم پا کر حضورؐ نے ایسے وقت میں بتائیں جب ان کے پورا ہونے کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ لیکن جوں جوں زمانہ آگے بڑھتا گیا عالم الغیب خدا کی بتائی ہوئی باتیں برابر پوری ہوتی چلی گئیں۔ ایسے نشانات صداقت کا سلسلہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر اب تک جاری ہے اور اس میں کسی وقت بھی انقطاع واقع نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ جس کثرت کے ساتھ اس زمانہ کے بارہ میں حضور کی پیش خبریاں قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہیں۔ اُن کو پڑھ سن کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو گویا اس زمانہ کا سارا ہی نقشہ خیر و شر کے لحاظ سے دکھا دیا گیا تھا۔ چنانچہ ان پیش خبریوں میں سے ایک بڑا حصہ پورا ہو کر ایک طرف حضورؐ کے سچے متبعین کے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث بن رہا ہے۔ اور دوسری طرف باہر کی دنیا کو حضور کی صداقت پر سنجیدگی سے غور و فکر کی دعوت دے رہا ہے۔

ان ہزاروں ہزار پیش خبریوں میں سے چند ایک کا ذکر "صدق جدید" مجریہ ۳۰ اپریل ۷۱ء میں امریکہ کی ایک خبر اور اس پر تبصرہ کے ضمن میں "بارش پر قدرت" کے عنوان کے تحت ان الفاظ میں کیا گیا ہے:-

"واشنگٹن ۱۰ اپریل۔ ۱۰ سال کی مسلسل کوشش اور آزمائشی تجربوں کے بعد سرکاری محکمۂ موسمیات کے ماہروں نے اعلان کیا ہے کہ وہ ۱۹۷۶ء میں مصنوعی بارش پر پوری طرح قادر ہو جائیں گے۔ اور جہاں چاہیں گے پانی برسا لیا کریں گے۔ اور محدود پیمانے پر یہ تجربہ وہ پانچ سال کے عرصہ سے امریکہ ہی کے مختلف حصوں میں کر رہے ہیں۔" (ریڈیو)

اور ۱۹۷۶ء ہی میں عین الیقین ہو جائے گا کہ دجّال کی قوت خلّاقی اور بارش سازی وغیرہ کے سلسلہ کی پیش خبریاں تقریباً چودہ سو برس سے چلی آ رہی ہیں۔ وہ شاعری اور مبالغہ اور افسانویت پر نہیں عین حقیقت پر مبنی تھیں۔"

مختصر سی خبر پر مدیرِ صدق کا جامع الفاظ میں تبصرہ نہایت اہم اور فکر انگیز ہے۔ فی زمانہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں جس قدر محیر العقول ترقی مغربی اقوام حاصل کر چکی ہیں اس کے نتیجہ میں نت نئی ایجادات کا منصۂ شہود میں آ جانا کوئی اچنبھی بات نہیں رہی ہے۔ امریکی محکمۂ موسمیات کے ماہروں کی کوشش اور سعی سے مصنوعی بارش میں جو کامیابی حاصل کر لینے کا اعلان ہوا ہے مدیرِ صدق نے کھلے الفاظ میں اسے

(i) دجّال کی قوت خلّاقی اور ——

(ii) چودہ سو سال پہلے بیان فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش خبریوں کو عین حقیقت ہونے پر بطور شاہدِ ناطق پیش کیا ہے اور ہم ان کی اس حقیقت بیانی پر حرف بحرف تائید کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دجّال کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از وقت جو خبریں سنائیں آج ہم اُن میں سے بہت سی باتوں کو پورا ہوتے ہوئے بچشم خود مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آنحضور نے جو کچھ خدا سے علم پا کر دنیا کو بتایا تھا وہ صحیح اور درست تھا اور یہ وہ زبردست دلیل ہے خدا کی ہستی کے ثبوت پر، مذہب کی حقانیت پر جس کی اس الحاد اور بے دینی کے زمانے میں ازحد ضرورت ہے۔ اس نوع کے نشانات سے بیک وقت ان سب اُمور پر بڑی صفائی کے ساتھ روشنی پڑتی ہے، کہ اگر کوئی ایسی ہستی موجود ہے جو سینکڑوں سال بعد میں ہونے والے واقعات وحالات سے باخبر ہے اور قبل از وقوع اپنے ایک برگزیدہ بندے پر غیب کے اس حصّہ کو کھولتا ہے تو اس برحق ہستی کے ساتھ اس برگزیدہ بندے کا بھی نہایت درجہ قرب کا تعلق ہے۔ اور جس مذہب نے اس بات کو واضح حقیقت کے رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا اس کی حقانیت پر بھی کسی طرح کا کوئی کلام باقی نہیں رہتا۔ گویا یہ ایسی دو دھاری تلوار ہے جس نے ایک ہی وار سے الحاد اور بے دینی کا سر قلم کر دیا۔

اس واضح حقیقت بیانی کے ساتھ عامۃ المسلمین کے لئے بالعموم اور صدق خواں طبقہ کے لئے بالخصوص یہ بات، لمحۂ فکریہ کا رنگ رکھتی ہے، کہ جس صورت میں مدیرِ صدق کے بیان کے مطابق مصنوعی بارش وغیرہ محیر العقول ایجادات کر لینے کے نتیجے میں فی زمانہ دجّال کی قوت خلّاقی واضح صورت میں سامنے آ چکی ہے جس سے مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی پیش خبریاں عین حقیقت ثابت ہو رہی ہیں تو دجّال کے خروج اور غلبہ کے وقت میں جن دوسرے اہم اور لازمی امور کے ظاہر ہونے کی خبر انہی پیش خبریوں میں دی گئی ہے ان پر بھی سنجیدگی سے غور کیا جانا ایسا ہی ضروری بن جاتا ہے۔ چنانچہ جس لمبی مشہور و معروف صحیح مسلم کی حدیث میں دجّال کے بارش برسانے کی پیش خبری کا ذکر ہے یہ مشہور راوی نواس ابن سمعان کی زبانی بیان ہوئی ہے۔ اس میں نہایت واشگاف الفاظ میں **مسیح موعود** کے نازل ہونے کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اور یہ ممکن نہیں کہ بموجب آیتِ قرآنیہ **واذا الجحیم سعّرت** دجّال کے ذریعہ ہماری یہ دنیا جہنم کا نمونہ بنا دی جائے لیکن **واذا الجنّة ازلفت** کے مطابق رحمتِ خداوندی کے ذریعہ جنّت کے سامان نہ ہوں۔ جو شخص نواس ابن سمعان رضؓ کی اس لمبی حدیث پر غور کرے گا اُسے معلوم ہو جائے گا کہ رسول اللہؐ نے جہاں دجّال کے غلبہ اور دنیا میں شر و فساد برپا کرنے کی خبریں دی ہیں وہاں ساتھ ہی حضورؐ نے نزولِ مسیح کی خبر سنا کر خیر کے پہلو کو بھی واضح کر دیا ہے۔ اس لئے ہم بڑے ادب اور احترام کے ساتھ ہر حقیقت پسند متلاشیٔ حق کو اس بات پر غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں تا آنکہ وہ بات جو مخبرِ صادقؐ کی زبان حقیقت ترجمان سے حق بن کر نکلی اپنی مکمل صورت میں زیرِ غور لائی جائے۔ اور اس سے ایسی روحانی بصیرت حاصل کی جائے جس کی غرض سے دنیا کے سچے ہمدرد اور رحمتِ عالم نے بیان کی۔ تا ایسا نہ ہو کہ قرآنی آیت:

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ

(کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر تو ایمان لاتے ہو اور ایک حصہ کا انکار کرتے ہو!)

کا مصداق بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی بات کے ایک حصہ کو پس پشت ڈال کر اُس بد انجام کو آواز دینے والے بن جائیں جس کا ذکر اسی آیت کریمہ کے دوسرے حصہ میں کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے متنبّہ کیا ہے کہ

فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ۔ (سورہ بقرہ آیت ۸۵)

پس تم میں سے جو ایسا کرتے ہیں ان کی سزا اس (جہان کی) زندگی ہی میں رسوائی اُٹھانے کے سوا اور کیا ہے (جو انہیں ملے گی) اور وہ قیامت کے دن اس سے بھی سخت عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغامِ امام ایدہ اللہ تعالیٰ۔ درویش فنڈ کے متعلق

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر

اہلِ ثروت مخلصینِ جماعت!

آپ اپنے لئے ذریعۂ معاش کے انتخاب میں آزاد ہیں۔ خدا کے فضل سے ہر طرف وسیع میدانِ عمل موجود ہیں۔ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی طاقتوں اور اس کی دی ہوئی توفیق سے آپ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے گذر اوقات کے لئے ہر ممکن ذریعہ استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اموال میں برکت دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے آپ کو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات پورا کرنے میں خدا کے فضل سے بالعموم کوئی دقت نہیں ہوتی۔

مگر کچھ ایسے دوست بھی ہیں جنہوں نے ایک مقدّس فریضہ کی ادائیگی کے لئے دنیا سے منہ موڑ لیا ہے۔ درویشانِ قادیان جو اپنے ذریعۂ معاش کے انتخاب میں آپ کی طرح آزاد نہیں جن کا میدانِ عمل قادیان کی مختصر سی بستی تک محدود ہے، وہ وہاں صرف اپنی نہیں، ساری جماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں ہمارے دل اُن کے لئے محبت اور احترام کے جذبات سے مملو ہیں۔ ہم ان کے احسان مند ہیں کہ انہوں نے ہم سب کی نمائندگی کرتے ہوئے اس مقدّس فریضہ کی ادائیگی میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے اور دنیا سے موڑ لیا ہے۔ دنیا باوجود اپنی وسعتوں کے ان کے لئے محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ اُن کے ذرائع معاش محدود ہیں۔ مگر ضروریاتِ انسانی ہم جیسی ہی ہیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ شکر گذاری کے جذبات کے ساتھ ہم ان کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر مقدم رکھیں۔ اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے خیرات کے طور پر نہیں بلکہ قدر دانی اور محبت کے جذبات کے ساتھ ان کی ہر طرح امداد کریں۔ تا وہ فارغ البالی اور بے فکری کے ساتھ مرکزِ سلسلہ اور شعائر اللہ کی حفاظت کے مقدس فریضہ کی ادائیگی میں دن رات مصروف رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اموال میں اور زیادہ برکت دے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱۳ ظہور ۱۳۴۸ ہش　　مرزا ناصر احمد
خلیفۃ المسیح الثالث

۱؎ حضور انور کا یہ پیغام آج سے دو سال قبل کا ہے لیکن احباب کے روحانی استفادہ اور تعمیل کے لئے اسے ایک بار پھر شائع کیا جا رہا ہے (ناظر بیت المال (آمد) قادیان)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ۲۸ ویں سالانہ اجتماع کے افتتاح کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطاب

ہر نفس کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے دائرۂ استعداد میں قوتوں کو کمال تک پہنچائے

جذبۂ خدمت بھی خدا تعالیٰ کی ایک عطا کردہ قوت ہے، جسے اس کے کمال تک پہنچانا ہر خادم کا حق ہے

اس حق کو پوری طرح حاصل کرنے کیلئے ایک سچے اور حقیقی خادم کا بارہ اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے

مورخہ ۱۶ ر اخاء ۱۳۴۹ ہش (۱۶ ر اکتوبر ۱۹۷۰ء) بوقت ساڑھے تین بجے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کا افتتاح کرتے ہوئے حضور نے جو روح پرور تقریر فرمائی تھی اس کا مکمل متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ ——— (ایڈیٹر بدر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ہمارے محبوب آقا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ہر نسل کو بڑا پیار دیا ہے۔ اس وقت میں آپؐ کے پیار اور محبت کا ایک جلوہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آپؐ نے مجھے اور آپ میں سے ہر ایک کو مخاطب کر کے فرمایا

”وَاِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا“

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم الدہر)

کہ تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ انسان خود ہی اپنے حقوق قائم کرے اور ان کے مطالبات شروع کر دے بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قرآنی تفسیر کے ذریعہ ہر فرد واحد کے جو حقوق مقرر کئے ہیں، ہر فرد واحد اور نفس کو ان حقوق کا خیال رکھنا چاہیئے۔ ان کا علم حاصل کرنا چاہیئے اور ان کے لینے کی کوشش کرنی چاہیئے

اللہ تعالیٰ نے اصولی طور پر ہر نفس کا جو حق مقرر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارے اسی رب کریم نے ہر نفس کو جو طاقتیں اور قوتیں اور استعدادیں عطا کی ہیں ان قوتوں اور طاقتوں ان استعدادوں کو ان کی نشوونما کے کمال تک پہنچایا جائے

ہر نفس کا یہ حق ہے

کہ وہ اپنے دائرۂ استعداد میں اپنی قوتوں کو کمال تک پہنچائے اور اپنے دائرۂ استعداد میں وہ اللہ تعالیٰ کا ایک کامل اور مکمل فرد بن جائے اس کا حقیقی بندہ بن جائے۔ یہ بہت بڑا احسان ہے احسان اس لئے بھی کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا کوئی حق نہیں یعنی ایثار اور قربانی کی روح کو اور اس کے مطالبہ کو غلط معنے پہنا کر وہ خود کو اپنے بہت سے حقوق سے محروم کر لیتے ہیں اور یہ احسان ہے ہم پر اس معنے میں بھی کہ ہمیں منع کیا اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حق تمہیں دیئے ہیں ان کے باہر جا کر ان چیزوں کا مطالبہ نہ کرنا جن پر تمہارا حق نہیں ہے۔

یہ مضمون اپنے نفس میں بہت لمبا ہے اگر یہ حقوق (یا حقوق نفس لینا چاہیئے وہ) گنوانے لگوں تو بڑا وقت لگے، شاید کئی دن لگ جائیں میں ان میں سے صرف ایک حق کو اس وقت لینا چاہتا اور اس کے مطابق آپ کو بعض باتیں کہنا چاہتا ہوں اور وہ آپ کا یہ حق ہے کہ

آپ پکے اور سچے اور حقیقی خادم بنیں

کیونکہ خادم بننا بھی انسان میں ایک قوت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کی ہے پس اس قوت کو یعنی خادم بننے کی قوت اور استعداد کو اس کے کمال تک پہنچانا چاہیئے۔ اس کی نشوونما ادھوری نہ رہ جائے بلکہ جس حد تک کوئی فرد یا نفس اپنے خادم بننے کی طاقت کو زیادہ سے زیادہ نشوونما دے کر انتہائی رفعت تک پہنچ سکتا ہے وہاں تک اس کی خدمت کا جذبہ پہنچنا چاہیئے۔

اس حق کو پوری طرح حاصل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مقام پر بارہ باتوں کا ذکر فرمایا ہے میں پہلے وہ حوالہ پڑھ دیتا ہوں پھر مختصراً ان بارہ باتوں کے متعلق آپ سے باتیں کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو اپنی زندگی کے ایک دور میں حکومت کے بعض افسروں اور ذمہ دار آدمیوں کو بڑے قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ اور آپ نے یہ سوچا کہ حکومت اور اس کے افسر قوم کے خادم ہوتے ہیں اور آپ نے یہ سمجھنے کی کوشش کی اور اس کے متعلق علم حاصل کیا اور اس کا مشاہدہ کیا اور یہ دیکھنے کی کوشش کی کہ حکومت کے افسروں وغیرہ میں ایک خادم کی خوبیاں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ چنانچہ نتیجہ پر پہنچے کہ الا ماشاء اللہ چند اچھے آدمی بھی ہیں وہ قوم کے خادم ہیں .... وہ اپنی ذمہ داری کو سمجھتے بھی ہیں ان کے اندر خدمت کا جذبہ بھی پایا جاتا ہے لیکن وہ استثناء ہیں قاعدہ کلیہ نہیں ہیں۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے اپنے مشاہدہ کو اسی رنگ میں بیان کیا کہ ان کے اندر یہ یہ باتیں پائی جانی چاہئیں ورنہ وہ خادم نہیں بن سکتے۔ اور میں یہ باتیں ان میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ تو آپ کے اس ارشاد سے مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ میں اپنے خادم بچوں کو ان کے اس حق کی طرف توجہ دلاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک خدمت کی قوت بھی دی ہے۔ انسان کے اندر خدمت کرنے کا جذبہ ہوتا ہے۔ یعنی وہ چاہتا ہے کہ میں دوسروں کا خادم بنوں۔ دوسروں کی مدد کرنے والا، ان کی تکالیف دور کرنے والا اور ان کی راحت کے سامان پیدا کرنے والا بنوں۔ یہ جو انسان کی فطرت کا تقاضا ہے اس کی پوری نشوونما کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں

اس مختصر سے اقتباس میں

ان کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

”میں نے ملازمت پیشہ لوگوں کی جماعت میں بہت کم ایسے لوگ پائے کہ جو محض خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے اخلاق فاضلہ، حلم اور کرم اور عفت اور تواضع اور انکسار اور خاکساری اور ہمدردی مخلوق اور پاک باطنی اور اکل حلال اور صدق مقال اور پرہیزگاری کی صفت اپنے اندر رکھتے ہوں“

(کتاب البریہ صفحہ ۱۶۸ حاشیہ)

یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

بارہ باتوں کا ذکر

فرمایا ہے جو ایک خادم میں پائی جانی چاہئیں۔ لیکن آپؑ نے دیکھا کہ جو لوگ حکومت کی ملازمت میں ہیں جنہیں قوم کا خادم بننا چاہیئے ان میں یہ صفات نہیں پائی جاتیں الا ماشاء اللہ۔ یہ بارہ صفات یہ ہیں:۔

(۱) اخلاقِ فاضلہ (۲) حلم (۳) کرم

(۴) عفت (۵) تواضع (۶) انکسار (۷) خاکساری (۸) ہمدردیٔ مخلوق (۹) پاک باطنی (۱۰) اکلِ حلال، (۱۱) صدقِ مقال (۱۲) پرہیزگاری کی صفت۔

ویسے اگر دیکھا جائے تو انسان کی تمام قوتیں اگر اعتدال پر ہوں یا اعتدال پر آجائیں تو انسان کی جسمانی طاقت اور فطرتی قوت خُلق بن جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امر پر بڑی روشنی ڈالی ہے۔ ہم خوش خُلقی کو بھی بالعموم اخلاق کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ بعض طبائع میں چڑ چڑا پن ہوتا ہے۔ بات کرتے ہیں تو چہرے پر بل پڑ جاتے ہیں۔ ہشاش بشاش اور ہنس مکھ چہرے سے نہ وہ دوسروں سے ملتے ہیں نہ بات کرتے ہیں۔ لیکن ایک خادم کو ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ کہنے کو تو یہ چھوٹی سی بات ہے۔ لیکن اس کا اثر بڑا دیتا ہے۔

اب جو میں نے افریقہ کا دورہ کیا

ایک وقت میں پانچ پانچ، چھ چھ ہزار احمدیوں سے میں نے ملاقات کی۔ ان سے مصافحے کئے ان سے باتیں کیں۔ سیرالیون کے ایک افریقن دوست جو اس ملک کے احمدیوں کے پریذیڈنٹ ہیں جن کا نام چیف گومانگا ہے انہوں نے مجھے بتایا کہ مجھ سے (یعنی گومانگا سے) بیسیوں احمدیوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ ہم حیران ہیں کہ حضرت صاحب ہر شخص سے مسکرا کر ملتے ہیں۔ حالانکہ مسکرانے پر نہ میرا وقت خرچ ہوا نہ پیسے خرچ ہوئے لیکن اس مسکراہٹ نے اپنا اثر کیا۔ ویسے تو ایک ہنگامی زندگی تھی۔ اگرچہ جماعت احمدیہ قریباً اسی اکاسی سال سے قائم ہے۔ اور افریقہ میں ہم قریباً پچاس سال سے کام کر رہے ہیں۔ مگر جماعت کی تاریخ میں پہلی دفعہ اور ان کی زندگیوں میں پہلا موقعہ تھا کہ

مہدی معہود کا ایک خلیفہ

وہاں جاتا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ موقع عطا کرتا کہ وہ اس سے ملیں، اس کی باتوں کو سُنیں، اس سے باتیں کریں، اُسے اپنے دُکھ درد سنائیں اس کی نصیحتیں سُنیں، اس سے برکت حاصل کریں۔ میں تو ایک عاجز انسان ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا ہے کہ میں تیرے ماننے والوں کے مَس میں برکت دوں گا۔ اس واسطے بھی اللہ تعالیٰ کا یہ احسان جتا رہا ہوں کوئی فخر نہیں کر رہا۔ بہرحال وہ بھی خوش تھے اور میں بھی بڑا خوش تھا۔ حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب میں اس قسم کی لمبی ملاقاتوں کے بعد اپنے کمرے میں واپس آتا تھا تو میرے جبڑے مسکرا مسکرا کر دُکھ رہے ہوتے تھے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر میں مسکرا کر اُن سے بات نہ کرتا، تو اُن کی روحانی طور پر سیری نہیں ہوتی تھی۔ وہ بھی روحانی محبت سے بھرے ہوئے تھے اور میرا دل بھی روحانی محبت سے بھرا ہوا تھا۔

وہاں کے دوستوں کے متعلق

میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ مجھے شرم آجاتی تھی۔ میں تو سر جھکا لیتا تھا کہ مصافحہ کیا ہے کوئی بات نہیں کرنی مگر ہاتھ نہیں چھوڑ رہے اور میرا منہ دیکھے جا رہے ہیں چنانچہ کئی دفعہ پیچھے جو آدمی کھڑا ہے وہ پیچھے سے اگلے آدمی کو جھنجھوڑتا تھا کہ جی بے چین ہو رہا ہوں چلو آگے۔ مگر وہ اس بات کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور اس قسم کی محبت کے اظہار میں ہی مگن رہتے تھے۔ ایسی روحانی محبت ان کو ملنی چاہیئے تھی۔ اور میں نے کوشش کی کہ یہ محبت ان کو ملے۔ یہاں تک کہ ایک موقع پر ایک آدمی میرا ہاتھ پکڑ لیتا تھا اور وہ چھوڑتا ہی نہیں تھا۔ دوسرا آدمی جو اس کے پیچھے ہوتا تھا، وہ آگے آکر اپنے ہاتھ سے میرا ہاتھ پکڑتا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دے کر چھڑاتا تھا۔ اور پھر وہ خود میرا ہاتھ پکڑ لیتا تھا اور دوسرے کو موقع نہیں دیتا تھا۔

غرض میں یہ بتا رہا ہوں کہ

خوش اخلاقی کا بڑا اثر ہوتا ہے

اور یہ ایک ایسا خُلق ہے جس کا بغیر کچھ خرچ کئے اثر ہوتا ہے اس میں وقت کا بھی کوئی خرچ نہیں مال کا بھی خرچ نہیں۔ لیکن اس طرح آپ دوسرے کو خوشی پہنچاتے ہیں اُس کو مسرت حاصل ہوتی ہے اور وہ بھی ہشاش بشاش ہو جاتا ہے۔

میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ایک دن میں نے اُن سے کہا کہ آج میں تمہیں یہ بتاتا ہوں کہ پیار کا جواب ہمیشہ پیار میں ملتا ہے۔ یہ میرے دورے کے آغاز میں نائیجیریا کی بات ہے۔ ایک دن میں نے حساب لگایا تو ان لوگوں سے پچاس ہزار سے ایک لاکھ تک مسکراہٹیں وصول کی ہیں۔ جن میں مشرک بھی تھے، عیسائی بھی تھے۔ بد مذہب بھی تھے اور غیر احمدی مسلمان بھی تھے۔ احمدی تو عام طور پر جلسوں میں ہوتے تھے۔ سڑکوں کے اوپر تو وہ نہیں ملتے تھے۔ اور میں ان کو مسکرا کر سلام کرتا تھا۔ اور ان سب کے چہروں پر مسکراہٹ اور خوشی کی لہر دوڑ جاتی تھی۔ ان کی یہ عادت ہے کہ ایک چیخ مارتے تھے۔ اور اس پر کارخانے کے سارے مزدور چھلانگیں لگا کر باہر نکل آتے تھے۔ جب میری کار نظر آتی تھی تو کوئی آدمی چیخ مارتا تھا جب کار نظر آجاتی تو سارے کام چھوڑ کر سڑک پر آ جمع ہوتے تھے صرف مسکراہٹ کے ساتھ سلام وصول کرنے کے لئے۔ افریقی بچے کو جب میں نے پہلی بار اُٹھایا اور پیار کیا۔ تو صرف ان کے چہروں پر میں نے خوشی نہیں دیکھی بلکہ میرے کانوں نے بھی ان کی خوشی کی آواز سُنی یعنی ہوا کے اندر اس قسم کی خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی تھی کہ میرے کانوں نے اُسے سُنا۔

وہ لوگ پیار کے بہت بھوکے ہیں

اور یہ سمجھتے ہیں کہ دُنیا میں ایسی کوئی مخلوق پیدا ہی نہیں ہوئی جو ان سے پیار کر سکے۔ اور یہ ان کے لئے بڑے تعجب کی بات تھی کہ ایک شخص غیر ملک سے آیا ہے۔ اور اس کا صرف یہ دعویٰ اور اعلان ہی نہیں کہ میں پیار اور محبت کا اسلامی پیغام تمہارے پاس لے کر آیا ہوں۔ بلکہ وہ اپنے عمل سے بھی ثابت کر رہا ہے۔ بچوں سے پیار کرتا ہے۔ بڑوں سے معانقہ کرتا ہے۔ اور پھر عورتوں کو بھی بھولا نہیں۔ اور یہ اس لئے کہ منصورہ بیگم میرے ساتھ تھیں۔ میں تو عورتوں سے مصافحہ نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن اگر یہ میرے ساتھ نہ ہوتیں اور میرے کام میں میرے ساتھ اتنا تعاون نہ کرتیں تو وہاں کی مستورات کی روحانی طور پر سیری نہ ہوتی انہوں نے بھی ایک دفعہ ایک وقت میں چھ ہزار سے زیادہ عورتوں کے ساتھ مصافحے کئے ہیں۔ ان کی مستورات کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے اس طرح روحانی مسرت اور روحانی سیری کا سامان پیدا کر دیا۔

پس بظاہر یہ چھوٹی سی چیز ہے۔ لیکن اپنے اثر کے لحاظ سے چھوٹی نہیں ہے۔ اس لئے

ولادت

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب بنگالی مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان کو مورخہ ۱۸/۱۹ ہجرت (مئی) کی درمیانی رات کو دوسرا بچہ عطا فرمایا ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے عزیز نومولود کا نام محمد حامد علی احسان تجویز فرمایا ہے۔ جملہ احباب و بزرگان کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ زچہ و بچہ کو صحت و سلامتی سے نوازے عزیز نومولود کو نیک صالح اور خادم دین بنائے۔ نیز عمر دراز کرے۔ آمین۔

(ایڈیٹر بدر)

ہر احمدی کے چہرے پر بشاشت ہونی چاہیئے

اور خوشی ہونی چاہیئے اور خوش ہونے کا حق دراصل ہمیں ہی حاصل ہے اور کسی کا خوش ہونے کا حق نہیں یہ خوش ہونے کا حق احمدی کا ہے پس اس کے چہرے پر مسکراہٹ رہنی چاہیئے بہت سے آدمی مجھ سے آکر ملتے ہیں میں انہیں سمجھایا کرتا ہوں کہ دیکھو اسّی اکاسی سال کی گالیوں اور مخالفتوں نے ہمارے چہروں سے مسکراہٹ نہیں چھینی ہم ہمیشہ مسکراتے رہے ہیں اور انشاء اللہ مسکراتے رہیں گے۔

غرض اچھے اخلاق ہونے چاہئیں اس معنے میں کہ جب تم دوسرے سے ملو یا اس سے بات کرو تو زبان کی تیزی نہ دکھاؤ۔

تمہارے چہرے پر ہر حال میں مسکراہٹ ہو

تو یہ بات دوسرے پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی میں ابھی پرسوں یا چند روز ایک صاحب سے ملنے گیا تھا ان کے سیکرٹری نے ہمارے سیکرٹری سے کہا میں نے ایسا چہرہ ساری عمر نہیں دیکھا کیونکہ چہرے پر بشاشت تھی اور سلتے وقت اسے پتہ تھا کہ میرے اندر سے ہمدردی پھوٹ پھوٹ کر باہر نکل رہی ہے اس کے علاقہ کے متعلق میں نے باتیں کیں تو وہ حیران ہو گیا کہ اچھا ہمارے علاقہ کے متعلق دنیا میں اس نہج سے بھی سوچنے والے ہیں۔

پس ہر خادم کا یہ حق ہے کہ خادم بننے کے لئے اور جذبۂ خدمت کے نشوونما کو کمال تک پہنچانے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے۔ وہ ان کا استعمال کرے اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

بارہ گر یا بارہ طریقے

بتائے ہیں جن کے ذریعہ ایک خادم اپنے حق کو لے سکتا ہے۔ یعنی اس کے اندر جو قوت ہے خدمت کی اور جذبہ ہے خدمت کا اس کی نشوونما کو کمال تک پہنچانے کے لئے ان طریقوں کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے یہ اس کا حق ہے۔ یہ اسے ملنا چاہیئے ورنہ وہ آدھا رہ جائے گا۔ اگر وہ اپنے دائرہ استعداد میں مثال کے طور پر آسمان کی طرح دس منزلیں چڑھ سکتا تھا تو وہ پانچ منزلیں چڑھے گا اس کا آدھا حق مارا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے آسمان کی طرف دس منزلیں چڑھنے کے لئے پیدا کیا تھا پس آپ سوچا کریں اور اس بات کی مشق کیا کریں کہ جس سے بھی آپ بات کریں تیوری چڑھا کر نہ بولیں۔ اگر آپ کو کوئی گالی دے تو اس سے بھی ہنس کر بات کریں۔ یہاں بھی اس وقت کالجوں میں پڑھنے والے بہت سارے طالب علم آئے ہوئے ہیں جن دنوں گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھا کرتا تھا ان دنوں کا اپنا مجھے ایک واقعہ یاد آگیا کالج میں چھٹی تھی میں قادیان جا رہا تھا ایک تیز قسم کا مخالف بھی گاڑی کے اس ڈبے میں بیٹھ گیا لاہور سے امرتسر تک وہ میرے ساتھ بڑی سخت بدزبانی کرتا رہا اور میں مسکرا کر اسے جواب دیتا رہا جس وقت وہ امرتسر میں اترا تو اس مسکراہٹ اور خوش خلقی کا اس پر یہ اثر تھا کہ وہ مجھے کہنے لگا اگر آپ جیسے مبلغ آپ کو سو دو سو مل جائیں تو آپ ہم لوگوں کو جیت لیں گے کیونکہ میں نے آپ کو غصہ دلانے کی پوری کوشش کی مگر آپ تھے کہ ہنستے چلے جا رہے تھے۔

پس اگر کوئی آپ کو گالی دے یا کوئی برا بھلا کہے بلکہ کوئی چپیڑ بھی لگا دے تو آپ کو غصہ کرنے کی ضرورت نہیں آپ غصہ کرنے کے لئے پیدا ہی نہیں ہوئے۔ آپ خادم ہیں ایسے موقعہ پر آپ مخالف کے سامنے ہنسا کریں

۱۹۵۰-۵۱ کی بات ہے

پنجاب میں سیلاب آیا اور ہمارے بہت سارے علاقے چھوٹے چھوٹے جزیرے بن گئے اور لوگ بھوکے مر رہے تھے تو ظفر الاحسن صاحب جوڈی۔سی لگے ہوئے تھے۔ اور جن سے میرے تعلقات تھے انہوں نے مجھے خاص طور پر کہا کہ دوسرے توجہ نہیں کرتے آپ کالج کے لڑکوں سے اور دوسرے خدام سے کہیں کہ وہ سیلاب سے متاثرہ لوگوں کے لئے روٹیاں جمع کر کے دیں چنانچہ ایک دن ہمارے کالج کے پانچ دس طالب علم آکر کہنے لگے لاہور کے جس محلہ میں ہم روٹیاں جمع کرنے گئے تھے انہوں نے ہمیں کہا ہے کہ اگر دوبارہ تم یہاں آئے تو ہم تمہیں چپیڑیں لگائیں گے میں نے ان سے کہا کل تم ضرور جاؤ اور ان سے کہو کہ ہم چپیڑیں کھانے آئے ہیں اس شرط پر کہ جتنی چپیڑیں مارو اس سے دگنی روٹیاں ہمیں دے دو کیونکہ ہمارے بھائی بھوکے ہیں ان کو روٹی پہنچنی چاہیئے۔ چنانچہ وہ گئے تو چپیڑیں تو انہوں نے نہیں کھائیں البتہ اس محلے سے روٹیاں لے کر آگئے یہ بات اثر کرتی ہے آپ ایک نمونہ قائم کریں خادم کا یہ حق ہے کہ ہمیشہ مسکرائے اور ہنسے اور میں نے کہا کہ یہ آپ ہی کا حق ہے اس وجہ سے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو وعدے دیئے گئے تھے ایک یہ کہ آپ کے زمانہ میں اسلام اس وقت کی دنیا میں غالب آجائے گا اور دوسرا یہ کہ آپ کے محبوب ترین روحانی فرزند کے زمانہ میں ایک ہزار سالہ تنزل کے دور کے بعد پھر اسلام ساری دنیا میں غالب آجائے گا غلبۂ اسلام کی پو پھوٹ چکی ہے۔ اور

غلبۂ اسلام کا دن طلوع ہونے والا ہے

دنیا کی کوئی قوم . . . . اسلام سے باہر رہ کر عزت کی زندگی نہیں گزار سکتی اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے یہ پورا ہو گا۔

پس جب خدا تعالیٰ نے غلبۂ اسلام کا اتنا عظیم وعدہ دیا ہے تو رونے کا حق ہمیں کیسے مل گیا ہمیں تو ہنسنے کا حق ملا ہے۔ اس عظیم وعدے اور اس حق کی بناء پر مسکراتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاؤ اگر کوئی چپیڑ لگاتا ہے کوئی فرق نہیں پڑتا اگر کوئی گالی دیتا ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا کوئی ہماری راہ میں کانٹے بچھاتا ہے کوئی فرق نہیں پڑتا نادان ہیں جاہل ہیں ان کے یہ افعال ہماری مسکراہٹوں کو نہیں چھین سکتے ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ غلبہ اسلام کے وعدے کو ہم بھول گئے اور کسی کا ایک چپیڑ مارنا یا گالی دینا یا کانٹے بچھانا یاد رہ گیا ایسی باتوں سے متأثر ہونا ہمارا حق نہیں ہے ہم میں سے کسی نفس کا یہ حق نہیں ہمارے ہر نفس کا یہ حق ہے کہ وہ بہترین اور اچھا خادم بنے اور یہ کشادہ راہ ہے

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہو رہی ہے

لوگ مٹی ڈالتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اس کو دھو ڈالتے ہیں ہمارا قدم کبھی نہیں پھسلا اور نہ پھسلنا چاہیئے سوائے ان کے کہ جو منافق ہیں اور یہ ہر الٰہی سلسلے میں ہوتے ہیں ہزار میں سے ایک یا لاکھ میں سے وہ ان کا تو کوئی ذکر نہیں لیکن خدا کے پیارے نیک مخلص وفادار اور مخلص بندے جو ہیں وہ دنیا کی کوئی گالی یا فتوی یا چپیڑیں یا غصہ کا اظہار ان کے راستے میں روک نہیں بن سکتا جہاں سب سے زیادہ گالیاں ہمارے کانوں میں پڑ رہی ہوتی ہیں وہیں اللہ تعالیٰ کے پیار کا ہاتھ کہتا ہے آگے بڑھو بھول جاؤ اس کو یہ کیا کہتے ہیں کیونکہ بے اثر ہے ان کی ہر کوشش اور ناکام ہے ان کا ہر منصوبہ پھر ہمیں غم اور غصہ اور گھبراہٹ کس بات کی!

غرض آپ کا خادم بننے کا پہلا حق یا

خادم بننے کے لئے پہلا گُر یہ ہے

کہ آپ کے چہرے پر ہمیشہ بشاشت رہنی چاہیئے۔ اگر کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتلاء آئے تب بھی بشاشت آنی چاہیئے یہ ہے تو میرے گھر کا واقعہ اور ہے بھی عورتوں سے تعلق رکھنے والا لیکن بحیثیت انسان مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ میری بڑی لڑکی کا پہلا لڑکا نہایت خوبصورت تھا مگر پیدائش کے بعد اس نے سانس نہیں لیا۔ ہسپتال میں تھے جب گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد ڈاکٹر فارغ ہوا اور اس نے اجازت دی کہ آپ بچی سے مل لیں تو میں نے دل میں سوچا اس کا پہلا بچہ ہے۔ چھوٹی عمر ہے شاید نو عمری میں بہک گئی ہو چہرے پر گھبراہٹ ہو چنانچہ جب میں اپنی طرف سے اسے تسلی دینے کے لئے گیا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی اور اس سے مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ اور میں نے اس وقت اس سے کہا اللہ تعالیٰ تجھے زندہ رہنے والا بچہ دے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسے دوسرا بچہ عطا کیا خدا کی چیز تھی اس نے لے لی غم کی کیا بات ہے ۱۹۵۳ء میں جس صبح ہمیں پکڑ کر لے گئے تھے اس رات

اللہ تعالیٰ نے بتا دیا تھا

کہ صبح تمہیں گرفتار کر لیں گے جو ٹیم آئی ہوئی تھی اسے بھی پتہ نہیں تھا شاید اس کا آرڈر بعد میں آیا تھا چونکہ مجھے پتہ تھا اس لئے صبح انہوں نے جس وقت دروازہ کھٹکھٹایا تو میں نے اپنے بچوں کو جو اس وقت بہت چھوٹے تھے (ان میں سے ایک تو غالباً تین سال کا تھا۔) ان سے میں نے کہا کہ میں نے نہ چوری کی نہ ڈاکہ مارا نہ قانون ملکی کو توڑا

ہے۔ نہ قانون الٰہی کو توڑا ہے اگر مجھے آج پکڑ کر لے گئے تو میں مظلوم ہوں اور تمہارے چہروں پر میں نے مسکراہٹ دیکھی ہے ایسا نہ ہو کہ تم منہ بنالو کہ ہمارے اباکو پکڑ کر لے گئے ہیں چنانچہ گرفتاری کے وقت تین سال کے بچے کا چہرہ بھی مسکرا رہا تھا ان باتوں سے کیا فرق پڑتا ہے اگر ہم نے اپنے رب کے لئے زندگی گزارنی ہے۔ اور اپنے رب کی مخلوق کا خادم بننا ہے۔ تو خواہ وہ امتحان ہو ابتلاء ہو اس رنگ کا جسے قضاء و قدر کہتے ہیں خواہ وہ لوگوں کی طرف سے تکلیف اور ایذا ہو ہمارے چہرے پر سے مسکراہٹ نہیں جانی چاہیئے کسی شکل میں بھی نہ حرف شکایت زبان پر لانا چاہیئے اور نہ ہمیں غصہ آنا چاہیئے کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند نے ہمارے دل سے ہر غیر کی دشمنی نکال کر باہر پھینک دی ہے ہمارے دل میں کسی کی دشمنی نہیں ہے۔ ہمارے دل میں

ہر ایک کے لئے محبت اور پیار

اور ہمدردی

اور غمخواری کا جذبہ ہے جو مرضی وہ کہیں خدا تعالیٰ نے ہمیں جو چیز دی ہے وہ نہیں چھین سکتے نہ انہیں چھیننی چاہیئے اگر وہ چھین لیں تو بڑے بد قسمت ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے کہ اس نے ہمارے دل کو ان کے لئے محبت اور پیار اور خدمت کے جذبہ سے معمور کر دیا ہے۔

پس یہ عطا ہے جسے اگر وہ اپنی گالیوں سے چھین لیں تو یہ ان کی بڑی بد قسمتی ہوگی کیونکہ خدا تعالیٰ نے انہیں ایک نہایت حسین چیز دی تھی۔ مگر انہوں نے اس کی پرواہ نہ کی اور اسے باہر پھینک دیا۔

پس پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر خادم کے اندر خوش خلقی ہونی چاہیئے کسی سے لڑنا جھگڑنا نہیں محبت اور پیار سے باتیں کرنی ہیں اس وقت آپ دنیا سے جتنی محبت کریں گے اتنی جلدی آپ ان کے دلوں کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم احسان کے سائے کے نیچے لے آئیں گے اور انہیں آپ کا غلام بنا دیں گے

دوسری چیز جس سے ایک خادم کی خدمت کی قوت جلا حاصل کرتی ہے۔ اور جو اس کے نشو و نما کو کمال تک پہنچانے میں ممد و معاون بنتی ہے۔ وہ حلم ہے۔

حِلم کے معنے ہیں

صبر اور بردباری اور طیش میں نہ آنا اور وقار کے ساتھ انتظار کرنا ویسے تو کئی معنوں میں انتظار کا لفظ استعمال ہو جاتا ہے۔ لیکن ہمارے لئے تو یہ ہوگا کہ وقار کے ساتھ اس الٰہی کامیابی کا انتظار کرنا جس کا ہمیں وعدہ دیا گیا ہے۔

پس ہمیں جنہیں یہ یقین ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے ہیں اور اس کی مخلوق کی ہمدردانہ طور پر خدمت کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہم سے جو وعدے کئے ہیں وہ ضرور پورے ہونگے ہم نے اپنے دشمن کا دل جیتنا ہے۔ اپنے فائدہ کے لئے نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں لانے کے لئے اس لئے بڑے وقار کے ساتھ ان وعدوں کے پورے ہونے کا انتظار کریں طیش میں نہ آئیں صبر اور وقار والی زندگی گذاریں۔

پہلے حصے کو میں نے زیادہ وقت دے دیا ہے اب میں جلدی جلدی مضمون کو ختم کروں گا پھر کسی وقت انشاءاللہ تفصیلی ذکر آجائے گا

تیسرا ذریعہ قوت خدمت کی نشوونما کو کمال تک پہنچانے کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 'کرم' بتایا ہے۔ کرم کے معنے ایک تو درگذر کرنے کے ہوتے ہیں اور دوسرے جود یعنی سخاوت کے دراصل

درگذر کرنا بھی سخاوت کا ایک پہلو ہے

اس لئے کہ جو سخی شخص اپنے مال اور دولت کا ایک حصہ دوسرے کو دیتا ہے وہ اپنے ایک جائز حق میں سے دے رہا ہوتا ہے۔ اور جو درگذر کرتا ہے۔ وہ انتقام لینے کا جو حق ہے اسے وہ چھوڑ دیتا ہے۔ شرط وہاں اللہ تعالیٰ نے یہ لگائی ہے۔ کہ دوسرا اگر عفو کرنے سے اپنے گناہ میں اور زیادہ بڑھتا ہو تو پھر تھوڑا سا انتقام بھی لے لینا چاہیئے لیکن اصل بنیادی چیز یہی ہے۔ کہ درگذر کرنا بہتر ہے یعنی جو انتقام لینے کا حق ہے۔ اسے چھوڑ دینا چاہیئے اسیطرح یہ بھی سخاوت کا ایک پہلو ہے۔

غرض یہ دونوں پہلو مثبت اور منفی جو سخاوت کے اکٹھے پائے جاتے ہیں وہی کرم کے لفظ کے اندر پائے جاتے ہیں اور خدام کو ہر وقت یہ سوچتے رہنا چاہیئے کہ یہ عادت ان کے اندر پائی جاتی ہے کہ نہیں اس میں اپنے اور غیر بھی آجاتے ہیں بعض دفعہ انسان جہالت کے نتیجہ میں یا لاعلمی میں دوسرے کو دکھ پہنچا دیتا ہے تو جس کو دکھ پہنچا ہو اس کا یہ فرض ہے کہ اس نے خادم بننا ہے۔ وہ مقابلے میں اپنا ہاتھ نہ اٹھائے اور بدلہ نہ لے اور انتقام کی طرف متوجہ نہ ہو

میرے بچپن کا ایک واقعہ ہے

بعض واقعات انسان کی زندگی میں ایسے گزر جاتے ہیں جنہیں وہ عمر بھر بھلا نہیں سکتا۔ میں چھوٹا تھا مدرسہ احمدیہ میں پڑھا کرتا تھا حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے مجھے پالا ہے۔ ان کے پاس میں رہتا تھا انہوں نے مجھے یہ حکم دے رکھا تھا کہ میں باقی نمازیں تو مسجد مبارک میں پڑھوں لیکن چونکہ پڑھنا اور سونا ہوتا تھا اور مسجد مبارک میں نماز دیر سے ہوتی تھی اس لئے عشاء کی نماز کے لئے مسجد اقصیٰ جایا کروں وہ بھی پاس ہی تھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ چونکہ ہر وقت کام میں مشغول رہتے تھے۔ بعض دفعہ دیر سے نماز کے لئے آتے تھے اب بعض دفعہ مجھے دس پندرہ منٹ کی دیر ہو جائے تو نمازی گھبرا جاتے ہیں مگر ہم نے تو وہ نمازیں بھی پڑھی ہیں جس میں حضور دو دو گھنٹے کی دیر کے بعد مسجد میں آئے ہیں آپ تو خدا کے گھر میں بیٹھے ہوتے ہیں اور جو خدا کے گھر میں بیٹھا ہوا ہوتا ہے باہر جانے کی جلدی کیسے ہو سکتی ہے۔ اپنے گھر سے باہر نکلنے کی جلدی نہیں ہوتی بہر حال میں عشاء کی نماز میں مسجد اقصیٰ جایا کرتا تھا دار مسیح کے نیچے ایک گلی تھی (اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہوئے خدام میں سے اکثر ایسے ہیں جنہیں قادیان میں دار مسیح کا کچھ پتہ نہیں ہے) وہ گلی چھتی ہوئی تھی اور وہاں اندھیرا ہوا کرتا تھا۔ ایک روز جس وقت میں نیچے اترا تو اس وقت مدرسہ احمدیہ کے طالب علموں کی قطار وہ قطار میں نماز پڑھنے کے لئے جایا کرتے تھے) اسی گلی میں سے گزر رہی تھی۔ میں بھی ان میں شامل ہو گیا لیکن چونکہ اندھیرا تھا اس لئے اتفاقاً میرا پاؤں مجھ سے آگے چلنے والے لڑکے کے پاؤں پر پڑا اس نے سلیپر پہنے ہوئے تھے۔ جب اس نے ایڑی اٹھائی تو اس کے سلیپر پر میرا پنجہ پڑ گیا تو اسے جھٹکا لگا مگر اس نے درگذر سے کام لیا لیکن خدا کا کرنا کیا ہوا کہ چار پانچ قدم کے بعد دوبارہ میرا پاؤں اس پر جا پڑا تو اسے یہ خیال گزرا کہ شاید کوئی شرارت کر رہا ہے۔ چنانچہ اس نے پیچھے مڑ کر تاڑ سے میرے منہ پر چپیڑ لگا دی خیر میں نے اس وقت دل میں سوچا کہ اس کو کچھ پتہ نہیں اس نے کیا کیا ہے اور اس نے کسے چپیڑ لگائی ہے۔ اگر اسے پتہ لگ گیا تو یہ شرمندہ ہوگا میں کیوں اسے شرمندگی کا دکھ دوں یہ سوچ کر میں وہاں سے ایک طرف پیچھے ہٹ گیا اور جب پندرہ بیس طالب علم گزر گئے تو پھر میں ان کے ساتھ ہو لیا نہ مجھے پتہ ہے کہ وہ کونسا شخص ہے اور نہ اسے (اگر وہ اب تک زندہ ہے۔) پتہ ہے کہ اس نے کس کو چپیڑ لگائی ہے۔

پس مجھے یہ واقعہ بڑا پیارا لگتا ہے کیونکہ بچپن میں آدمی ویسے بھی بعض دفعہ تیز یاں دکھا جاتا ہے لیکن

اللہ تعالےٰ نے مجھے اس وقت سمجھ عطا کی

کہ چپیڑ کے مقابلے پر چپیڑ نہیں لگانی بعض دفعہ ویسے ہی نالائقی کے نتیجہ میں احمدی ایک دوسرے کو دکھ پہنچاتے ہیں یہ زندگی کے حقائق ہیں ان تلخ حقائق سے ہمیں انکار نہیں کرنا چاہیئے ورنہ ہم ان سے نپٹ نہیں سکیں گے بعض احمدی بھی ایک دوسرے کو دکھ پہنچاتے ہیں جس سے میرے لئے بھی بڑے دکھ پیدا ہو جاتے ہیں مجھے دونوں طرف سے تکلیف ہوتی ہے۔ ظالم کے لئے بھی اور مظلوم کے لئے بھی کڑھنا پڑتا ہے تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اور پھر کچھ وقت دعاؤں کے لئے دینا پڑتا ہے۔ یہ آپ کا حق ہے اور میرا فرض ہے یہ تو میں کرتا ہی رہتا ہوں پس چاہے مخالف کے ہاتھ سے تکلیف پہنچے چاہے اپنے بھائی کے ہاتھ سے تکلیف پہنچے ہر دو صورتوں میں درگذر سے کام لینا چاہیئے اگر درگذر نہیں کریں گے تو آپ حقیقی خادم نہیں کہلا سکیں گے اگر درگذر سے کام نہیں لیں گے تو آپ اپنی اس قوت خدمت کی نشو و نما کو کمال تک نہیں پہنچا سکیں گے۔ آپ کے لئے ضروری ہے کہ نفس کے اوپر پورا ضبط ہو یہ نہیں کہ منہ زور گھوڑے کی طرح نفس جدھر چاہے انسان کو لے جائے بلکہ جس طرح ایک اچھا سوار ایک ہلکے سے اشارے کے ساتھ گھوڑے کو چلنے یا کھڑے ہونے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اسیطرح آپ کا اپنے نفس کے ساتھ تعلق ہونا چاہیئے

نفس آپ پر قابو نہ پاسکے بلکہ آپ نفس پر قابو رکھتے ہوں اس کے بغیر خدمت کی قوت اور استعداد اپنی نشوونما میں کمال تک نہیں پہنچ سکتی

پھر عفت ہے

عفت کے ایک معنے احسان کے بھی ہیں یعنی جو نفسانی شہوات ہیں ان کو اپنے قابو میں رکھنا لیکن عفت کے اصل معنے اس سے زیادہ وسیع ہیں اور وہ یہ ہیں کہ ہر اس چیز سے پرہیز کرنا جس سے اللہ تعالےٰ نے منع فرمایا ہے۔ اور ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالےٰ نے منع فرمایا ہے وہ چہرے پر ایک داغ چھوڑ جاتی ہے پس ایسی چیزوں سے پرہیز کرنا ضروری ہے جو انسان کو داغدار بنا دیں اللہ تعالےٰ کی ناراضگی مول لینے والی ہوں ورنہ خدمت کا جذبہ ابھر نہیں سکتا کیونکہ اگر آپ کچھ چیزوں کا (جو آگے آجاتی ہیں جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمایاں کر کے لکھا ہے) خیال نہیں رکھیں گے۔ تو آپ کی کوئی قوت صحیح اور کامل نشوونما حاصل نہیں کر سکے گی مثال کے طور پر بعض چیزوں کو اللہ تعالےٰ نے حرام قرار دیا ہے وہ لیسے وہ تو ہمارا محسن ہے۔ اس نے ایسا اس لئے نہیں کیا کہ وہ ہمیں دکھ میں ڈالنا چاہتا ہے بلکہ اس لئے کیا ہے کہ وہ ہمیں سکھ پہنچانا چاہتا ہے۔ یا ہر ایسی چیز جس سے اللہ تعالےٰ نے منع کیا ہے یہ وہ چیز ہے۔ جو انسان کی قوتوں کی نشوونما میں روک بنتی ہے اس لئے اس سے منع کیا گیا ہے اسی کو گناہ کہتے ہیں اسلام میں اور قرآن کریم میں

گناہ کی یہ بڑی ہی عجیب تعریف

بیان کی گئی ہے۔ ہر وہ چیز جو انسان کی سب یا بعض قوتوں اور استعدادوں کی نشوونما میں روک بنتی ہے وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے حرام کر دی گئی ہے اور ہر وہ چیز جو انسان کے مختلف قویٰ کی نشوونما میں ممد و معاون ہے اسے حلال قرار دیا گیا ہے چونکہ انسان کی طبائع مختلف ہیں اس لئے کسی فرد کے لئے کوئی چیز موافق آتی ہے۔ اور کسی کے لئے کوئی جنس طرح کھانے کا حال ہے اسی طرح دوسرے احکام کا حال ہے۔ جو چیز انسان کے نفس یا مجموعی طور پر جو قوتیں اس کے اندر ہیں ان کے مناسب حال ہے ہماری

زبان میں اسے طیب کہتے ہیں پس ایک احمدی نے صرف حلال چیزوں کی طرف ہی توجہ نہیں کرنی ہے۔ بلکہ حلال میں سے پھر طیب کا خیال کرنا ہے بعض ماں باپ غلطی کر جاتے ہیں بچے کو کہتے ہیں یہ ضرور کھاؤ یہ ضروری نہیں کہ جو چیز ان کے لئے طیب ہو وہ ان کے بچے کے لئے بھی طیب ہو

ہمارے گھر میں لطیفہ ہوا

ہماری ایک عزیزہ بچی جس کی عمر ۳ سال ہے اسے اسہال آنے شروع ہوئے۔ اور وہ بضد ہوئی کہ میں نے چنے کھانے ہیں ــــ وہ اپنے والدین کے ساتھ ایک دو دن کے لئے اپنی نانی کے ہاں آئی ہوئی تھی اتفاقاً انہوں نے شام کی چائے پر چنے رکھے ہوئے تھے۔ چنانچہ ماں باپ ایک طرف اور وہ بچی ایک طرف ماں باپ اسے کہہ رہے تھے تمہیں اسہال آ رہے ہیں تمہیں چنے نہیں کھانے دینے اور وہ کہے اسہال آ رہے ہیں یا نہیں میں نے چنے ضرور کھانے ہیں آخر اس کی نانی نے کہا کہ جب اس کی خواہش ہے تو اسے چنے کھانے دو چنانچہ اس نے چنے کھائے اور اسہال کا علاج ہو گیا اسہال آنے بند ہو گئے کیونکہ یہ اس کے اندر کی URGE (ارج) تھی یہ اس کے جسم کی آواز تھی۔ کہ چنے کھاؤ یہ تمہارا علاج ہے۔

اب یہ جانور ہیں ان میں سے اکثر ایسے ہیں مثلاً بھیڑ بکریاں ہیں یہ چرتی ہی ہوتی ہیں بعض دفعہ ایک بکری کسی بوٹی کو منہ لگاتی ہے اور اسے چھوڑ کر پرے چلی جاتی ہے۔ اس کی فطرت اسے یہ بتا دیتی ہے کہ یہ تمہارے کھانے کی چیز نہیں ہے اللہ تعالےٰ نے جانور کو یہ سمجھ عطا کر دی ہے کہ تمہارے لئے یہ حلال چیز طیب نہیں ہے۔ اس لئے نہ کھاؤ یہ حلال چیز تمہارے لئے طیب ہے اسے کھاؤ ہمیں اس نے عقل دی ہے۔ اور کہا ہے کہ اپنی عقل کے مطابق فیصلہ کرو اپنے اندر کی آواز سنا کرو اور اس کے مطابق کام کیا کرو۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں جو عفت کا لفظ استعمال کیا ہے وہ عام معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ یعنی نفسانی شہوات کے معنوں میں بھی کہ انسان کو ان سے بھی بچنا چاہیئے اور اس معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے کہ انسان ہر اس حرام چیز سے بچے جو انسان کے جسم کو یا اس کے کیریکٹر کو داغدار کر دے جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے دراصل حرام کہتے ہی ہر اس چیز کو ہیں جو انسان کو داغدار کر دے اللہ تعالےٰ کی رضا سے جو گر جاتا ہے۔ اپنے کسی گناہ کی وجہ سے اس سے بڑا داغ انسان کو اور کیا لگ سکتا ہے

تواضع اور انکسار اور خاکساری ان تینوں میں فرق تو ہے لیکن یہ آپس میں زیادہ تر ملتے جلتے معنے رکھتے ہیں۔ اگر میں اس فرق میں گیا تو دیر ہو جائے گی اس لئے ان کو میں اکٹھا لے لیتا ہوں ایک خادم کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھے ہم نے اگرچہ خدام الاحمدیہ کی تنظیم میں سائق مقرر کئے ہیں لیکن سائق کو قائد کے ماتحت کیا ہے۔

خدام الاحمدیہ کے نظام کی اصل روح قیادت ہے

قائد اور سائق کے معنوں میں فرق یہ ہے سائق کہتا ہے تم پیچھے سے کہ چلو اور وہ خود پیچھے آتا ہے تاکہ کوئی پیچھے نہ رہ جائے اس کا اپنا ایک مصرف ہے۔ لیکن وہ اپنے عہدے کے لحاظ سے قیادت کا اہل نہیں ہے قائد کہتا ہے کہ میں چل رہا ہوں میرے پیچھے آؤ سائق کہتا ہے کہ تم چلو میں تمہارے پیچھے رہوں گا۔ تاکہ تم میں سے کوئی غفلت نہ کر جائے پس آپ کو اللہ تعالےٰ نے دنیا کی قیادت نصیب کی ہے آپ یہ بات کہہ ہی نہیں سکتے یعنی یہ بات ایک خادم کی روح کے خلاف ہے کہ آپ یہ کہہ دیں کہ ہم تو آرام سے بیٹھے ہیں تم یہ کام کرو جرمن فوجوں کے متعلق بعض مضمون میں نے پڑھے ہیں اور مجھے ان کی ایک بات بڑی پسند آتی ہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اسلام سے لیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی فوج کے دس افراد پر مشتمل ہر چھوٹے یونٹ پر ایک لفٹننٹ افسر مقرر کر دیا بعض ملک ایسا کرتے ہیں اور بعض ایسا نہیں کرتے بہرحال ان کو یہ تربیت دی جاتی تھی کہ جنگ کے دنوں میں اس چھوٹے یونٹ کا قائد یعنی لفٹننٹ کہتا تھا کہ فلاں جگہ پر ہم نے قبضہ کرنا ہے۔ چھوٹے چھوٹے ٹارگٹ مثلاً سو گز پرے جو جھاڑیاں ہیں ہم نے وہاں تک پہنچنا ہے۔ دشمن کی مشین گنیں ہم پر حملہ کریں گی مگر وہ لفٹننٹ افسر اپنے سپاہیوں سے یہ کبھی نہ کہتا تھا کہ تم جاؤ اور میں تمہیں دیکھتا ہوں جا کر CAPTURE (کیپچر) کر لو۔ بلکہ وہ یہ کہتا تھا کہ ہمیں حکم یہ ملا ہے۔ کہ ہم نے فلاں جھاڑیوں پر قبضہ کرنا ہے۔ میں وہاں حملہ کرنے جا رہا ہوں تم میرے پیچھے آؤ چنانچہ نتیجہ یہ نکلا کہ دوسرے ملکوں کی نسبت جرمن فوجوں کے لفٹننٹ اس کثرت سے مارے گئے کہ کوئی حد نہیں یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس کے بغیر کوئی قیادت ہو ہی نہیں سکتی کوئی قائد بن ہی نہیں سکتا۔

آپ نے قائد بننا ہے اور قائد اس کو کہتے ہیں جس کا اپنا نفس باقی نہ رہے۔ یعنی تواضع انکسار اور خاکساری کی وجہ سے اس کا نفس مٹ جائے میں نے بتایا ہے کہ ان کے درمیان ایک باریک فرق ہے لیکن چونکہ دیر ہو گئی ہے۔ اس لئے ان کے باریک فرق میں میں اس وقت نہیں جا سکتا پس ایک خادم میں

تواضع انکسار اور خاکساری کی روح

ہونی چاہیئے جو دراصل ایک سچے مسلمان کی روح ہے۔ اس عمر میں ہم آپ کی تربیت کر رہے ہیں تاکہ یہ آپ کے جسم اور آپ کی روح اور آپ کے ذہن کا حصہ بن جائے پس آپ میں سے ہر ایک کے اندر یہ روح ہونی چاہیئے کہ میں کچھ نہیں یعنی تنظیم کے لحاظ سے ایک عام خادم ہوں سائق ہیں قائد ہیں زعیم ہیں اور نہ پھر مہتمم اور صدر ہیں غرض نیچے سے لے کر اوپر تک یہ روح کارفرما ہونی چاہیئے کہ ہم کچھ نہیں اگر یہ روح پیدا ہو جائے تو بہت سارے مسئلے آپ ہی حل ہو جائیں آپ خود سوچ لیں گھر جا کر اگر یہ روح ہم جماعت کے سارے نوجوانوں میں پیدا کر دیں کہ ہم کچھ نہیں تو پھر فطرت ایک ربلا کرتی ہے دل اور دماغ اور روح پکار اور کہتی ہے کہ یہ تو درست ہے کہ تم واقعہ میں کچھ نہیں ہو لیکن جو سب کچھ ہے اس سے تعلق کیوں پیدا نہیں کرتے دراصل اس کے بغیر

اللہ تعالیٰ سے سچا اور حقیقی تعلق

پیدا ہی نہیں ہو سکتا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کی جوتی کا ایک تسمہ ٹوٹ گیا اور اس نے یہ سمجھا کہ میں اپنے زور اور مال سے یا اپنی طاقت سے یہ تسمہ لے سکتا ہوں وہ مشرک ہے حالانکہ تسمہ کی حقیقت کیا ہے۔ انسان آسانی بازار سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر سے لا سکتا ہے ایک دو آنے اس کی قیمت ہوتی ہے ایک ہزار روپے ایک شخص کو تنخواہ مل رہی ہے وہ یہ بھی سوچ سکتا ہے کہ میرے پاس دولت بھی

[illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں تسمہ بھی نہیں مل سکتا جب تک تم خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے دعا ذریعہ اس کے فضل کو نہ پاؤ اور یہ ایک حقیقت ہے محض کہانی یا فلسفہ نہیں ہے۔ دنیا میں کتنے آدمی تسمہ لینے کے لئے جاتے ہیں اور راستہ میں مر جاتے ہیں یا تو دکان پر پہنچ ہی نہیں سکتے یا گھر واپس نہیں آ سکتے ہزاروں میں اس طرح ہو جاتی ہیں کوئی شخص گھر میں آ کر یہ سمجھے بیوی بڑی اچھی ہے اس نے میرے لئے ٹھنڈا پانی رکھا ہوا ہے میں گرمی میں باہر سے کام کر کے آیا ہوں اب میں یہ پانی پیوں گا مجھے لذت حاصل ہو گی الغرض اسے بڑی اچھی اخلاص رکھنے والی بیوی ملی ہے لیکن اگر وہ شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس پانی سے میں فائدہ اٹھا سکتا ہوں تو یہ غلط ہے جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے پانی کسی کی زندگی کا موجب نہیں بن سکتا یہ بات ثابت کرنے کے لئے میرے پاس کئی مثالیں ہیں آپ نے بھی اخباروں میں کئی دفعہ پڑھا ہو گا ایک شخص باہر سے آیا اس نے پانی پیا اور مر گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ پانی کو کہ اس کے جسم کا حصہ بن یا اسکی موت کا باعث۔ اللہ تعالیٰ اپنے مالک ہونے کے یہ جلوے ہم کو دکھاتا رہتا ہے تاکہ ہم اسے بھول نہ جائیں اور اس کی طرف جانے والے رستہ کو چھوڑ نہ دیں اللہ تعالیٰ سے اس قسم کا تعلق پیدا ہو نہیں سکتا اور انسان اس بلند مقام تک پہنچ نہیں سکتا اگر اس کا نفس موجود ہو یا اس میں انانیت پائی جاتی ہو اس لئے

اگر آپ نے اچھا خادم بننا ہے ۔۔۔ تو

آپ کو تواضع خاکساری اور انکساری کو اختیار کرنا پڑے گا کیونکہ جو کام آپ کے سپرد ہے وہ خالی پانی پینے کا یہ بوٹ کے تسمے کا نہیں بلکہ ساری دنیا کو اور دنیا کی ساری اقوام کو اکٹھا کر کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک میں جمع کر دینے کا ہے۔ یہ کوئی مذاق نہیں ہے یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے تسمہ آپ لے نہیں سکتے پانی کو آپ حکم نہیں دے سکتے اتنا بڑا کام آپ خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر کیسے کر سکیں گے اسی واسطے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا تواضع العبد رفعه الله الی السماء السابعة (کنز العمال جلد ۲ ص۲۵) کہ تم میں سے شریعت اسلامیہ اور ہدایت کے مطابق جو بھی

تواضع کی راہوں کو اختیار کرے گا

اللہ تعالیٰ اسے ساتویں آسمان تک لے جائے گا کیونکہ اگر کوئی آدمی چھلانگ لگائے تو اس کی چھلانگ دس فٹ اوپر نہیں جا سکتی چھ فٹ کی دیوار کے لئے کہتے ہیں کہ بڑا چالاک چور ہے اس نے بریکٹ کی ہو گی تبھی چھلانگ مار کر نکل گیا لیکن عام آدمی چھ سات فٹ کی دیوار بھی پھلانگ نہیں سکتا ساتویں آسمان تک پہنچنے کی آپ کو کب طاقت ہے لیکن ساتویں آسمان تک پہنچنے کے خدا تعالیٰ نے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ اور فرمایا تواضع انکسار اور خاکساری کو اختیار کرو ہم ذمہ لیتے ہیں تمہیں ہاتھ سے پکڑیں گے اور ساتویں آسمان تک پہنچا دیں گے جس طرح ماں چھوٹے بچے کو جو ابھی چل نہیں سکتا اس کو گود میں اٹھا لیتی ہے اور بعض دفعہ کسی چھ سات فٹ اونچی جگہ پر بٹھا دیتی ہے یا باپ اسے کارنس پر بٹھا لیتا ہے حالانکہ وہاں تک پہنچنے کی اسے طاقت

حالت اس چھوٹے بچے سے بھی گئی گزری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طاقت تو ہمارے باپ اور ہماری ماں سے اور باپ سے کہیں زیادہ ہے۔ اس کا تو اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا اس واسطے اگر ایک خادم نے حقیقی معنوں میں خادم بننا ہے اور اس نے اس قوت کو اس کی نشوونما کے کمال تک پہنچانا ہے تو یہ ضروری ہے کہ وہ ان راہوں کو اختیار کرے

پھر ہمدردی مخلوق ہے۔

میں نے پہلے بھی اشارہ کیا ہے ہمارے سب چھوٹوں اور بڑوں کا کام ہی ہمدردی مخلوق ہے انصار کا بھی یہ کام ہے اور آپ کا بھی یہ کام ہے (دراصل انصار بھی خادم ہیں صرف نام بدلا ہوا ہے) مجھے یاد آ گیا میں افریقہ میں گیا تو جب میں یہ بات کہتا تھا کہ اسلام ہمدردی مخلوق کی تلقین کرتا ہے تو وہ حیران رہ جاتے تھے اور اس کا بڑا اثر لیتے تھے اور بڑے خوش ہوتے تھے میں ان سے کہتا تھا کہ میں آپ کی نئے محبت کا پیغام لے کر آیا ہوں مساوات کا پیغام لے کر آیا ہوں ایک دفعہ میں نے ان سے کہا تمہاری عزت اور احترام کا سورج طلوع ہو چکا ہے۔ اب آئندہ دنیا تمہیں نفرت اور حقارت سے نہیں دیکھا کرے گی ہم اس کے ضامن ہیں یہ ایک حقیقت ہے جماعت احمدیہ کو قائم ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ ہم ان لوگوں سے جو مظلوم ہیں جن سے نفرت کی گئی ہے اور جن پر دنیا کی حقارت کی نگاہیں پڑتی رہی ہیں ان سے کہیں کہ آج کے بعد تمہیں کوئی بھی نفرت اور حقارت سے نہیں دیکھے گا لیکن اگر ہم اس اعلان کے بعد اپنے اس فرض کی طرف توجہ نہ دیں تو وہ آج نہیں تو کل ہم سے بھی مایوس ہو جائیں گے دو تین سو سال پہلے عیسائیت بھی افریقہ میں یہی پیغام لے کر گئی تھی میں نے ان سے کہا میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ جب عیسائیت تمہارے ملکوں میں آئی تو پادریوں نے یہی کہا تھا کہ وہ خداوند یسوع مسیح کی محبت کا پیغام لے کر آئے ہیں لیکن ان کے عین پیچھے یورپین اقوام کی فوجیں دوڑ رہی تھیں ان کی توپوں میں پھول نہیں جھڑ رہے تھے گولے برس رہے تھے۔ اور پھر انہوں نے تمہارا جو حال کیا وہ تم خود جانتے ہو مجھے کہنے کی ضرورت نہیں۔ اب

ہم محبت کا پیغام لے کر آئے ہیں

اور پچاس سال سے تمہارے اندر بیٹھے تمہاری خدمت کر رہے ہیں اور تم جانتے ہو کہ ہم تم سے پیار بھی کرتے ہیں اور تمہارے حقوق پر ہماری نگاہ نہیں نہ ہم تمہاری سیاست میں کوئی دخل اندازی کرتے ہیں اور نہ تمہارے مال میں ہمیں کوئی دلچسپی ہے۔ ہم نے جو کچھ کمایا وہ بھی تمہارے ملک پر خرچ کر دیا مثلاً ہمارے ... کے ایک کلینک نے دو سال ہوئے پندرہ ہزار پونڈ یعنی تین لاکھ روپیہ بچایا ہوا تھا یہاں سے انہیں ہدایت بھجوائی گئی کہ اپنے اس کلینک کو ہسپتال بنوا دو چنانچہ ایک نہایت خوبصورت بلڈنگ

میرے پاس نہیں منتظمین اجتماع نے تصویریں دکھانے کے لئے کہا تھا لیکن اس کی صرف تصویر ہی ہے غرض نہایت خوبصورت ہسپتال بن گیا۔

میں نے ان سے کہا تمہاری دولت میں ہمیں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ باہر سے ہمارے بھائیوں نے قربانیاں دیں اور ہم وہ مال تمہارے پاس لے آئے یہاں سے جو کمایا وہ بھی تمہارے ملک پر خرچ کر دیا اور جو باہر سے لائے وہ بھی یہیں خرچ کر دیا اور اس کا تمہاری حکومت کو بھی پتہ ہے۔ اور تم خود بھی جانتے ہو اور اس سے صرف ان کو اس طرف

توجہ دلانا

مقصود تھا لیکن یورپی قوموں نے تمہارے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا وہ اپنے ساتھ توپیں لے کر آئے تھے اور انہوں نے تمہاری سیاست میں دخل دیا تمہیں اپنا محکوم بنا لیا تمہاری عزتیں چھینیں اور تمہارے اموال لوٹے

یعقوبو گوون

مجھے بڑے پیار سے ملا ہے میں اس کا بڑا ممنون ہوں دنیوی معیار کے لحاظ سے تو اس کا سر پھولا ہوا ہونا چاہیئے تھا۔ دماغ خراب ہونا چاہیئے تھا اس کے خلاف بیافرا کی سول وار جیتی ہوئی تھی اور چند دن پہلے بیافرا نے surrender (سرنڈر) کیا تھا لیکن میرے ساتھ وہ اس طرح ملا جس طرح اپنے گھر کا ایک بچہ ہو۔ دس بارہ منٹ کے بعد میں نے اٹھنے کی کوشش کی کہا کہ نہیں ابھی بیٹھیں پھر دوسری بار میں اٹھنے لگا تو کہا نہیں ابھی اور بیٹھیں میں نے سمجھا تھا کہ courtesy call ہے اس لئے میں نے دو دفعہ اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ برابر میرے ساتھ باتیں کرتا رہا حالانکہ ہماری اس ملاقات سے پانچ دن پہلے آرچ بشپ آف ویسٹ افریقہ گوون سے ملنے گیا تھا اس کو اس نے دعا کے لئے نہیں کہا۔ لیکن مجھے اس نے کہا کہ دعا کریں میں سمجھا کہ یہ عیسائی ہے ممکن ہے اس نے رسماً کہا ہو میرے دل نے فیصلہ کیا کہ نہیں ہو سکتا کہ میں ہاتھ اٹھا لوں اور یہ میرا منہ تکتا رہے یہ تو ٹھیک نہیں ہو گا پھر میں نے اس سے وضاحت سے پوچھا کہ کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ باقاعدہ فارمل طریقے پر ہاتھ اٹھا کر اسی وقت دعا کروں وہ کہنے لگا ہاں یہی میرا مطلب ہے چنانچہ

میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے

تو وہ بھی اس میں اپنے طریق پر شامل ہوا اور دعا کرتا رہا میں نے اس سے کہا کہ میں نے ایک اپنے افریقن احمدی دوست سے یہ اظہار

گیا ہے اور ابھی ... سے چند دن ہوئے تھے

اس عرصہ میں میں نے جو مشاہدہ کیا وہ یہ ہے (کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سب کچھ دیا تھا مگر یہ غیر اقوام تم سے سب کچھ چھین کر لے گئے

میں نے جب اس سے یہ بات کہی

تو وہ بے اختیار کہنے لگا

How true you are!
How true you are !

کیسی سچی بات آپ کہہ رہے ہیں کیسی سچی بات آپ کہہ رہے ہیں۔!!

پس ہم نے ان کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا اگر ہم کسی قوم سے یہ سلوک کریں اور مخلوق خدا کے لئے ہمدردی نہ ہو تو پھر نہ ہم صحیح معنوں میں خادم بن سکتے ہیں نہ جماعت احمدیہ اپنا مقصد پورا کر سکتی ہے اور جو آپ کے نفس کا یہ حق ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو قوتیں دی ہیں ان کی نشوونما کمال کو پہنچے اس میں آپ ناکام ہو جاتے ہیں کم از کم اس مسئلہ میں جس کے متعلق میں بات کر رہا ہوں

نویں بات ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پاک باطنی یعنی تزکیۂ نفس

ہے یہ بھی بہت ضروری وصف ہے ورنہ مذہب فلسفہ بن جاتا ہے اور سب سے زیادہ فکر میرے جیسے انسان کو یہی رہتی ہے کہ ہماری نوجوان نسل میں پاکیزگی نفس اور تقویٰ پیدا ہو اور وہ اپنے رب کی معرفت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں خدا تعالیٰ کے پیار اور اس کی حسن و احسان کی مسرت سے لطف اندوز ہونے کا انہیں چسکا پڑ جائے اور وہ اس کو چھوڑ نہ سکیں

تب ہی پاک باطنی قائم رہ سکتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔

شیطان صرف چاروں طرف نہیں بلکہ ہزاروں اطراف سے حملہ کرتا ہے۔ انسان کے دل میں تکبر پیدا کرنے کی

خط و کتابت کرتے وقت
خریداری نمبر کا حوالہ
ضرور دیا کریں

کوشش کرتا ہے کبھی ریاء پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کبھی ایک برائی اور کبھی دوسری برائی میں ملوث کر دیتا ہے۔ یہ اس کا کام ہے وہ اس میں لگا ہوا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہمیں فرمایا ہے کہ شیطان سے نہ ڈرنا البتہ ایک شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ میرے بندے بن جانا۔ پھر تمہارے اوپر شیطان کا حملہ کامیاب نہیں ہوگا۔ غرض پاکیزگی کا حاصل کرنا ازبس ضروری ہے۔ ظاہری پاکیزگی کا بھی دل اور روح اور اخلاق پر اثر پڑتا ہے۔ یہاں اتنی ظاہری صفائی نہیں جتنی میں نے افریقہ میں دیکھی ہے۔ حالانکہ وہ بڑے پسماندہ علاقے سمجھے جاتے ہیں۔ وہاں ہزاروں لوگوں سے میں نے معانقہ کیا۔ سارے دورے کے دوران صرف ایک یا دو آدمیوں کے سوائے کسی کے جسم سے مجھے پسینے کی بدبو نہیں آئی اور ہزاروں میں سے ایک یا دو کا ہونا تو استثنائی صورت رکھتا ہے یعنی دفعہ بیماری بھی ہوتی ہے جسے بغل گن کہتے ہیں یا بعض دفعہ کسی اور رنگ کی بدبو کی بیماری ہوتی ہے لیکن یہ استثنائی صورت ہے۔ میرے خیال میں

ایک لاکھ کے قریب احمدیوں سے ملاقات

ہوئی ہے ہزاروں سے میں نے معانقے کئے ہیں اور سینکڑوں کو میں نے اٹھا کر پیار کیا ہے۔ مجھے تو ہر ایک ظاہری طور پر صفائی کے لحاظ سے صاف ستھرا دکھائی دیا۔ وہ معیار مجھے یہاں نظر نہیں آتا اس کی طرف بھی آپ کو توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ پاک باطنی کے لئے پاک ظاہر کا ہونا بھی ضروری ہے وہ تو اس کے لئے بنیاد بنتا ہے۔ افریقن دوست دن میں تقریباً دو دفعہ نہاتے ہیں۔ افریقہ میں جہاں بھی مجھے پانی نظر آیا وہیں افریقنوں کو میں نے کپڑے دھوتے دیکھا یہاں تو آپ کو سفر کرتے ہوئے سینکڑوں پانی کی جگہیں نظر آئیں گی کہ جہاں کوئی کپڑے نہیں دھو رہا ہوگا۔ لیکن وہاں تو جہاں بھی پانی ملتا ہے خواہ نالہ ہو یا چشمہ یا حوض ہو وہاں میں نے کثرت سے لوگوں کو کپڑے دھوتے دیکھا ہے۔ بعض دفعہ تو میں نے دیکھا کہ نالے کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لوگ کپڑے دھو رہے ہوتے تھے۔ غرض

وہ بالکل صاف ستھرے رہتے ہیں

غریب آدمی کو کپڑے دھونے پر تو کچھ خرچ نہیں پڑتا البتہ محنت کرنی پڑتی ہے۔ توجہ دینی پڑتی ہے۔ پس آپ سب اس طرف بھی توجہ دیں۔ اگر آپ افریقنوں جتنے صاف ہو جائیں بحیثیت جماعت، تو اس وقت تو لوگ آپ کو سامنے سے دیکھ کر پہچانتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے احمدیوں کو ایک نور عطا فرمایا ہے۔ اس نور کو کوئی چھین نہیں سکتا۔ اگر لوگ احمدی کو سامنے سے دیکھ لیں تو ان کو پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ احمدی ہے پھر وہ آپ کو دور سے دیکھ کر پہچاننے لگ جائیں گے خواہ آپ کا منہ ان کی طرف ہو یا نہ ہو اور کہیں گے اتنا صاف ستھرا سوائے احمدی کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

پس اپنے آپ کو نمایاں کریں ہمدردیٔ مخلوق کا جذبہ بھی ہونا چاہیئے اور پاک باطنی بھی ہونی چاہیئے اور پھر

دسویں بات اکل حلال ہے

یہ تو پہلی چیز ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ طیب کی دراصل شرط ہے۔ لیکن حلال کے بغیر تو طیب ہوتا ہی نہیں۔ اب یہ گندی عادت ہے۔ میں چھوٹی سی مثال دے دیتا ہوں۔ باقی چیزیں آپ خود سوچ لیں۔ گاؤں میں ہر خاندان کا گنے کا کھیت ہوتا ہے۔ قریباً ایک جتنے گنے کھائے جاتے ہیں۔ کوئی فرق نہیں پڑتا مگر بعض دفعہ یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک خاندان کے بچے دوسرے خاندان کے کھیت سے گنے توڑ کر کھا جاتے ہیں۔ اور اس خاندان کے بچے اس پہلے خاندان کے کھیت میں سے کھا لیتے ہیں حالانکہ اگر وہ اپنے اپنے کھیت سے کھاتے تو انہیں کوئی نقصان نہ ہوتا۔ بلکہ اکل حلال ہو جاتا۔ اس لئے بغیر اجازت کسی دوسرے کا حق نہیں مارنا چاہیئے یہ حرام کے اندر آ جاتا ہے۔ یہاں بھی منتظمین اجتماع یہ کرتے ہیں۔ مجھے رپورٹ ملتی ہے اور خوشی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ ممکن ہے ایسا نہ ہوتا ہو لیکن قادیان میں جب کبھی مجلس خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہوا وہاں بالعموم بڑے میدان میں اجتماعات ہوتے تھے وہاں نہ کوئی چیز بنی ہوئی ہوتی تھی نہ وہاں کوئی کام کر رہا ہوتا تھا۔ لیکن وہ جگہ جس کی ملکیت ہوتی تھی۔ اس سے میں باقاعدہ تحریری اجازت نامہ لیا کرتا تھا اور پھر وہاں کیمپ کرتا تھا کیونکہ مالک کا یہ حق ہے کہ وہ ہاں کرے یا نہ کرے اور میرا یہ فرض ہے کہ میں اس سے پوچھوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ حق نہیں دیا کہ دوسرے کی چیز کو اس کی اجازت کے بغیر استعمال کروں خواہ وہ کھلا میدان ہی کیوں نہ ہو۔

پس

اکل حلال کا صرف یہ مطلب نہیں ہوتا

کہ چوری نہ کرو بلکہ بہت ساری باریک باتیں ہیں ان کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ مثلاً کسی دوسرے کے کھیت سے گنے کھانا ہے یا مولیاں کھا جانا ہے۔ اس قسم کی اور بہت سی چیزیں۔ دوسرے کے گھر کی بیری کی شاخیں باہر نکلی ہوئی ہیں چھوٹے بچوں کو سنبھالنا چاہیئے اور انہیں سمجھانا چاہیئے کہ دس بیر بغیر اجازت کے کھا کر اس کے جسم کی نشو و نما تو شاید ہو جاتی لیکن غیر کے بیر اجازت کے بغیر کھا کر اس کی روح بیمار ہو جائے گی۔ حالانکہ اگر گھر والوں سے پوچھ لیا جائے تو وہ کبھی نہیں کہیں گے کہ نہ کھاؤ اور شوق سے اجازت دے دیں گے میں نے کالج میں باغ لگوایا۔ اس کے انچارج بڑے تیز قسم کے آدمی تھے ایک دن وہ میرے پاس آئے کہ کالج کے بعض لڑکوں نے پھل توڑا ہے۔ میں نے پہلے ہی سوچا تھا کہ اگر میں منع کروں تو یہ کھا لیں تو گنہگار ہوں گے۔ اور اگر میں اجازت دے دوں اور وہ حسب مرضی کھا لیں تو گنہگار نہیں ہوں گے کیونکہ اس طرح تو وہ اپنی چیز کھا رہے ہوں گے۔ میں نے اسے جواب دیا کہ یہ باغ میں نے تو لگایا ہی ان بچوں کے لئے ہے تمہیں کیوں غصہ آ رہا ہے۔ ان کا باغ ہے جب ان کی مرضی ہو اس سے پھل کھائیں۔ تم ان کو صرف یہ سمجھا دیا کرو کہ مثلاً امرود ہے وہ کچا نہ کھایا کریں یہ بیمار کر دیتا ہے پک جائے تو گویا انہی کی چیز ہے بڑے شوق سے آ کر کھائیں۔ اب تو شاید ٹھیکے پر دینے لگ گئے ہیں لیکن کچھ درخت بچوں کے لئے ضرور مخصوص ہونے چاہئیں۔ پہلے حق ان کا ہے۔

گیارھویں بات صدق مقال یعنی سچی بات کہنا ہے

یہ بھی بڑی بنیادی چیز ہے۔ کہتے ہیں جھوٹ کا بچہ ہوتا ہے ایک دفعہ ایک کوئی آدمی جھوٹ بول لے تو اس کا سلسلہ پھر پتہ نہیں کہاں تک چلتا ہے۔ اس کو چھپانے کے لئے ایک دوسرا جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ پھر اس کو چھپانے کے لئے ایک تیسرا جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ مگر جو آدمی سچ بول رہا ہوتا ہے اس کو تو جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ اس کی تربیت کہیں کی کہیں پہنچ جاتی ہے۔

ابھی حال ہی میں ایک بڑے افسر سے میری ملاقات ہوئی، میں نے ان سے کہا کہ ہماری جماعت تو ایسی ہے کہ اگر ہم غلطی سے قانون شکنی کر دیں اور آپ کو ہم Convince (کنونس) نہ کروا سکیں کہ ہم نے قانون نہیں توڑا۔ ہماری نیت کوئی نہیں تھی۔

ہم امن پسند جماعت ہیں

لیکن بہرحال خدا ہونے کا تو ہمارا کوئی دعوےٰ نہیں ہے۔ ایک احمدی بعض دفعہ غلطی بھی کر سکتا ہے اگر وہ کبھی ایسا کرے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ اس کا یہ حق پورا کریں کہ جس نے کوئی غلطی کی ہے بہرحال اس کا حق ہے کہ اس سے دریافت کیا جائے اور اُسے اپنی برأت کا موقعہ دیا جائے اور برأت کا موقعہ دینے کے بعد بھی اگر آپ سمجھیں کہ واقعی اس نے قانون شکنی کی ہے تو وہ بشاشت کے ساتھ دو میں سے ایک راستے کو اختیار کرے گا۔ اگر آپ معذرت ضروری اور کافی سمجھتے ہوں تو وہ معذرت کرے گا اور اگر آپ سزا دینا ضروری سمجھتے ہیں تو وہ بشاشت کے ساتھ سزا لے لیگا مگر جھوٹ نہیں بولے گا لیکن اس کا یہ حق اسے ملنا چاہیئے۔ کہ اس سے یہ پوچھ لیا جائے کہ تم نے ایسی غلطی کی ہے یا نہیں اب رپورٹیں کرنے والے تو ایسی رپورٹیں بھی کر جاتے ہیں جو حقیقت سے دور ہوتی ہیں۔ میں اگست کے آخر میں ایبٹ آباد سے چند دنوں کے لئے یہاں آیا ہوا تھا۔ میں نے یہاں ایک خطبہ بھی پڑھا جس میں میں نے اس

براڈکاسٹنگ سٹیشن کا ذکر

کیا جس کے متعلق میں اس سے پہلے بھی اپنی تقریروں اور خطبات میں کئی بار ذکر کر چکا ہوں کہ یہ سٹیشن افریقہ میں لگانے کا پروگرام ہے اور اس کے متعلق میرے خیال میں آپ میں سے جو دوست اخبار پڑھتے ہیں ہر ایک جانتا ہوگا کہ یہ براڈ کاسٹنگ سٹیشن افریقہ کے کسی ملک میں لگایا جائے گا لیکن یہیں سے کسی نے حکومت کو یہ رپورٹ بھجوائی کہ میں نے اپنے خطبہ جمعہ میں یہ اعلان کیا ہے کہ یہ براڈ کاسٹنگ سٹیشن ربوہ میں لگائیں گے اور قانون شکنی کرتے ہوئے لگائیں گے اور گورنمنٹ کو ہوشیار رہنا چاہیئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جماعت احمدیہ چپکے سے لگا لے اور گورنمنٹ کو پتہ ہی نہ لگے۔ یعنی جماعت احمدیہ براڈکاسٹنگ سٹیشن چپ کر کے لگا لے اور حکومت

کو علم ہی نہ ہو۔ غرض ایسی باتیں بھی لوگ کر جاتے ہیں کس نے یہ بات کی یہ پتہ نہیں لیکن یہ یقینی طور پر پتہ ہے کہ حکومت کو کسی نے یہ بات بھی لکھ دی بعض مخالفوں نے دھڑلے سے اپنی تقریروں میں یہ کہہ دیا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" سیاسی مقاصد کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ بندۂ خدا! ہم نے افریقہ کا دورہ کیا۔ اسلام کی ضرورت کو دیکھا۔ لوگ، خدا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربانیاں دے رہے ہیں میں نے اس ریزرو فنڈ کے وعدہ جات کے سلسلہ میں احباب کو ایک یاد دہانی کرائی تھی جس کے جواب میں ابھی چار پانچ دن ہوئے۔

لنڈن سے ایک احمدی دوست کا خط

آیا ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ میں نے کچھ رقم اپنی شادی کیلئے جمع کی ہوئی تھی۔ اب آپ کا خط مجھے ملا ہے اور میں نے یہ رقم نصرت جہاں ریزرو فنڈ میں دے دی ہے اور اپنی شادی ملتوی کر دی ہے، پس اس قسم کی قربانیاں دینے والے لوگوں کے چندہ سے جو نصرت جہاں ریزرو فنڈ بنا ہے ہم اتنے احمق اور گدھے ہیں کہ اس روپیہ کو سیاسی مقاصد پر خرچ کریں گے اور روپے بھی ہمارے چندوں کا حساب اس طرح تو نہیں جس طرح آجکل دنیا میں ہو رہا ہے ہمارا تو ایک ایک پیسہ کھاتوں میں درج ہوتا ہے۔ چیکوں کے ذریعہ اُن کا خرچ ہوتا ہے اور بینک محفوظ ہے جس کی مرضی ہو ہر وقت آکر چیک کر سکتا ہے پس یہ کہنا غلط ہے کہ یہ سیاست لڑ رہے ہیں۔

لیکن اس قسم کی تقریریں کر جاتے ہیں۔ اس قسم کی رپورٹیں بھجوا دیتے ہیں لیکن کیا ہم افراد جماعت احمدیہ ہمارے بڑے بھی اور چھوٹے بھی ہمارے بچے بھی اور جوان بھی اس ارفع اور اعلیٰ مقام صدق پر کھڑے ہو چکے ہیں کہ کوئی شخص اپنے تجربے کی بنا پر یہ نہ کہہ سکے کہ فلاں احمدی جو بات کر رہا ہے وہ غلط ہے اور اس کا مخالف جو کہہ رہا ہے وہ صحیح ہے۔ یہ مقام حاصل کرنا چاہیئے اس وقت بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے ۹۹۹ احمدی اس مقام پر قائم ہیں لیکن اگر ایک بھی کمزور ہے تو یہ بات جماعت کو بدنام کرنے والی ہے پس

سچائی اور پختگی سے قائم ہونا چاہیئے

کوئی فرق نہیں پڑتا اگر دنیا اس کو پسند نہیں کرے گی ہمیں کئی دفعہ تکلیفیں دی گئیں رہیں اس وقت تفصیل میں نہیں جا سکتا) تکلیف اس وجہ سے کہ آگے سے جواب دیا جاتا ہے کہ چونکہ آپ جھوٹ بولنے کے لئے تیار نہیں اس لئے آپ کو یہ حق نہیں مل سکتا۔ یہ بات ٹھیک ہے ہم اپنا حق جھوٹ بول کر نہیں لینا چاہتے مثالیں میں خاص وجہ سے نہیں دے رہا۔ بہرحال یہ بھی ہوتا رہتا ہے کہ آپ جھوٹ بولیں گے تو آپ کو اپنا حق ملے گا ورنہ نہیں مل سکتا۔ ہم حق چھوڑتے ہیں۔ لیکن سچ کو نہیں چھوڑ سکتے یہ جذبہ ہر احمدی کے اندر پیدا ہونا چاہیئے اور سچ بولنے کی پختہ عادت ڈالنی چاہیئے۔ اب مثلاً میں ہوں۔

مجھ پر ہزار قسم کی ذمہ داریاں ہیں

جماعت مجھے خط لکھتی ہے اپنے متعلق بھی اور اپنے کاموں کے متعلق بھی۔ اب اگر مجھے یہ گمان ہو کہ میرے پاس سچی خبر نہیں آرہی تو میں صحیح فیصلے نہیں کر سکتا۔ میں صحیح فیصلے تب ہی کر سکتا ہوں کہ جس طرف سے بھی مجھے اطلاع ملے وہ حقیقت پر مبنی ہو اور لوگ سچی اطلاعیں دیتے ہیں۔ اس واسطے ہماری جو پالیسی ہوتی ہے دینی یا دنیوی اعمال کے متعلق وہ دوسروں کی آراء سے بہت مختلف ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کے پاس جو رپورٹیں آتی ہیں وہ آدھی سچی اور آدھی جھوٹی ہوتی ہیں۔ آپ ان سے صحیح نتیجہ نکال ہی نہیں سکتے۔ صحیح نتیجہ وہی شخص نکال سکتا ہے جس کے پاس سچی خبریں آتی ہوں اگر کوئی مشتبہ خبر آبھی جائے تو اللہ تعالےٰ اسے ایسی فراست دے کہ جس سے وہ معلوم کرے کہ یہ خبر صحیح نہیں ہے۔

پس خلاصہ یہ کہ

پرہیزگاری کی عادت ہو

دراصل پرہیزگاری یعنی بری چیزوں سے بچنا بنیاد ہے۔ جب تک بری چیزوں سے بچا نہ جائے اچھی چیزیں حاصل نہیں ہو سکتیں۔ جب تک بنیاد اچھی ریت اور پختہ روڑی پر نہ ہو مکان کھڑا نہیں رہ سکتا۔ اگر کوئی شخص بنیاد میں گاؤں یا شہر کا گند یا کوڑا کرکٹ ڈال دے اور یہ سمجھے کہ اس کے اوپر وہ ایک پختہ عمارت کھڑی کر دے گا۔ جو اس کے بیوی بچوں پر نہیں گرے گی اور ان کی ہلاکت کا باعث نہیں بنے گی۔ وہ جاہل ہے اسی طرح جو شخص اپنی زندگی کی عمارت کی بنیاد میں پرہیزگاری اور پاکیزگی اور طہارت کو نہیں رکھتا اور ان چیزوں پر جو مثبت قسم کے اخلاقیات ہیں ان کی عمارت قائم نہیں کرتا اس کو ہر لمحہ اور ہر لحظہ ہلاکت کا انتظار کرنا چاہیئے۔ وہ اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کا باعث نہیں بن سکتا۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم زندگی کی عمارت کو طہارت اور پاکیزگی کی بنیادوں پر قائم کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کی عمارت بنائی جاتی ہے اور جو ہمارے لئے نمونہ ہوتی ہے اور جس کے متعلق خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے:-

اَلْمَسْجِدُ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ۔

(التوبہ آیت ۱۰۸)

یعنی اللہ تعالےٰ کا جو گھر تقویٰ کی بنیادوں پر قائم ہوتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں کھڑے ہو کر عبادت کرنے کی اجازت ہے۔ کیونکہ وہیں وہ مؤثر ہو سکتی ہے یہی حال ہمارے گھروں کا ہے۔

ہمارے گھروں کی بنیاد

بھی تقوےٰ اور طہارت پر ہونی چاہیئے تاکہ ہم اور ہمارے بچوں کی تربیت ایسے رنگ میں ہو کہ اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کو ہم حاصل کرنے والے ہوں اور دینی و دنیاوی برکات اور حسنات کے وارث بنیں۔ اللہ تعالےٰ ہم میں سے ہر ایک کو ایسا ہی بنائے۔

اب میں دعا کرتا ہوں

اللہ تعالےٰ آپ کو ہمیشہ اپنی رحمت کے سایہ میں رکھے اور اپنی حفاظت اور امان میں رکھے اور دشمن اور مخالف کے ہر وار کو اپنی ڈھال پر روکے اور وہ آپ تک نہ پہنچ سکے اور آپ کو توفیق دے کہ آپ ظاہری اور باطنی پاکیزگی اور طہارت کے مالک ہوں۔ اللہ تعالیٰ تو خالص طہارت کا سرچشمہ اور منبع ہے جو شخص گندہ ہے اس سے وہ پیار نہیں کر سکتا۔ خدا کرے کہ ہم اور آپ اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں ہمیشہ ہی پاک ٹھہریں اور پاکیزہ ہی قرار دیئے جائیں۔

تاکہ

اس کی نگاہ میں اس کے پیار اور اس کی رضا اور اس کی رحمتوں کے حق دار سمجھے جائیں۔ آؤ دعا کریں۔

اس پُرمعارف خطاب کے بعد حضور نے ہاتھ اٹھا کر دعا کرائی جس میں اجتماع میں شریک جملہ خدام اور دیگر احباب شریک ہوئے۔

تعزیتی قرارداد بر وفات محترمہ عطیہ بیگم صاحبہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان

افسوس کہ محترمہ عطیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم بنت حضرت میاں فضل دین صاحب عبد اللہ صاحب مرحوم صحابی حضرت مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حرکت قلب بند ہو جانے سے مورخہ ۸/۵ بعد دوپہر قریباً ۲½ بجے وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مرحومہ بڑی نیک متقی، پابند صوم و صلوٰۃ تھیں لجنہ اماء اللہ کے کاموں میں بڑی دلچسپی سے حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ اپنے خاوند کے ہمراہ جو خود ایک واقف زندگی مبلغ ہیں جس جماعت میں رہیں لجنہ کے کاموں کو دلچسپی سے کرتی رہیں قادیان میں اپنے قیام کے عرصہ میں کچھ عرصہ نصرت گرلز سکول میں بچیوں کو تعلیم دینے کی خدمت پر مامور رہیں۔ اور عرصہ سے لجنہ اماء اللہ قادیان کی سیکرٹری کے فرائض انجام دیتی رہیں۔ قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کا بے حد شوق تھا۔ جس جگہ بھی رہیں قرآن مجید پڑھانے کا شغل جاری رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق سورہ البقرہ کی سترہ آیات باترجمہ قادیان کی ممبرات میں سے پہلے انہوں نے ہی سنائی تھیں اور اجلاسوں میں قرآن مجید کی تلاوت نہایت خوش الحانی سے کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ کو زچگی کی حالت میں بلڈ پریشر ہائی ہو جانے کی وجہ سے امرتسر ہسپتال لے جایا جا رہا تھا کہ قادیان سے تھوڑے ہی فاصلہ پر وڈالہ گرنتھیاں کے قریب داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے پیچھے دس بچوں کو چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی کی خدمت میں حاضر ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لجنہ اماء اللہ کی تمام ممبرات انکی وفات پر نہایت گہرے رنج و انسوس کا اظہار کرتی ہیں اور دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کے ورثاء کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور بچوں کا خود حافظ و نگہبان ہو۔ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلےٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ نیز یہ فیصلہ ہوا کہ اس ریزولیوشن کی نقول مرحومہ کے (۱) برادر اکبر بابو عبد الکریم صاحب ایم۔ ایس۔ او (۲) مرحومہ کی ہمشیرہ سلیمہ بیگم صاحبہ (۳) مرحومہ کے خاوند مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم (۴) اور اخبار بدر کو بھی بھجوائی جائیں۔

ہم ہیں غمزدہ ممبرات لجنہ اماء اللہ قادیان ۵/۱۵

مجلسِ خدام الاحمدیہ سری نگر کے زیرِ اہتمام

عید میلاد النبیؐ کے موقعہ پر تقسیمِ لٹریچر

۸ رمئی کا دن وہ متبرک دن تھا جس دن عالم اسلام میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خراجِ عقیدت پیش کیا جا رہا تھا۔ کشمیری لوگ اس دن کو بڑے اہتمام کے ساتھ مناتے ہیں۔ خاص کر درگاہ حضرت بل میں لاکھوں لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اس دن موئے مقدس کی زیارت کرائی جاتی ہے خدام کا ارادہ تھا کہ ہمیں بھی خطاب عام کا موقعہ ملے۔ لیکن ایسا ناممکن تھا۔ تاہم خدام اس موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتے تھے۔ خاکسار نے مکرم عبد المجید صاحب مضطر پراونشل جنرل سیکرٹری خدام الاحمدیہ صوبہ کشمیر کو مشورہ دیا کہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک خطبہ —— "آنحضرتؐ پر ایمان لانے کے چار بنیادی تقاضے" جو اخبار بدر میں شائع ہو چکا ہے، کتابی صورت میں شائع کر کے تقسیم کیا جائے۔ چنانچہ باوجود وقت کی تنگی کے مکرم عبد المجید صاحب نے رات دن ایک کر کے اس کو ۸ رمئی کو ہی پریس کو دیدیا۔ چار بجے تک کتابچہ تیار ہو گیا۔ چنانچہ اس کے بعد مکرم عبد المجید صاحب مضطر۔ مکرم شکیل احمد صاحب شکیل۔ مکرم مسعود احمد صاحب۔ مکرم رفیق احمد صاحب اور مکرم ظہور احمد صاحب اور مکرم بلال احمد صاحب درگاہ حضرت بل کیلئے روانہ ہو گئے۔ اور حضور اقدس کے اس پُر معارف خطبہ کو تقسیم کیا۔ اس طرح سینکڑوں افراد تک حضور کا یہ خطبہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہترین نتائج برآمد کرے۔

اس خطبہ کو شائع کرنے میں جہاں خدام الاحمدیہ سرینگر نے اپنے فنڈ سے مالی امداد کی۔ وہاں مکرم بابو تاج الدین صاحب، مکرم عبد العزیز صاحب۔ مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب۔ مکرم غلام نبی صاحب بٹڈر صدر جماعت احمدیہ کنی پورہ، مکرم مبارک احمد صاحب ظفر کنی پورہ۔ مکرم عبد الحمید صاحب ٹاک یاڑی پورہ۔ مکرم ڈاکٹر محمود احمد صاحب۔ مکرم غلام احمد صاحب گلگار۔ مکرم اکرام الٰہی صاحب نے مالی امداد کر کے ہمیں سہولت بہم پہنچائی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو مالی وسعت دے کر زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق دے اور دینی و دنیاوی ترقیات سے نوازے آمین۔

اس موقعہ پر میں مکرم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب اور مکرم عبد المجید صاحب مضطر کا از حد مشکور ہوں کہ انہوں نے پروف ریڈنگ میں میرا ساتھ دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت والی لمبی عمر عطا کر کے خادمِ دین بنائے آمین۔

مکرم عبد المجید صاحب خصوصی دعا کے مستحق ہیں کیونکہ انہوں نے بہت محنت سے ایک اور کتاب بھی اپنے ذاتی خرچہ سے دو ہزار کی تعداد میں شائع کی جس کا بہت ہی فائدہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اسی طرح بزرگان سے التماس ہے کہ وہ سرینگر کے خدام کے لئے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا کرے آمین۔

خاکسار: غلام نبی خادمِ سلسلہ مقیم سری نگر۔

وادئ پونچھ میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر

احمدی مبلغ کی سیرت النبی صلعم کے موضوع پر تقاریر

(رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ پونچھ)

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس سال سیرت کمیٹی پونچھ کی طرف سے جلسوں کا جو انتظام کیا گیا وہ ایک ہفتہ تک جاری رہا۔ ان ایام میں سیکرٹری سٹیج کے انتظامات مکرم بابو عبد الحمید صاحب وکیل پونچھ نے سرانجام دیئے۔ باوجود اس کے کہ بعض لوگ یہ نہ چاہتے تھے کہ احمدی مبلغ سٹیج پر آئے مگر آنموصوف نے خاکسار کو باقاعدہ دعوت دی۔ اور مورخہ $\frac{5}{71}$ ۵ کی شب کو لاؤڈ اسپیکر پر خاکسار کے متعلق اعلان کر دیا۔ خاکسار نے سٹیج پر آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر جب تقریر شروع کی تو دوست ہمہ تن خاکسار کی طرف متوجہ ہوئے۔

خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل سرزمینِ عرب کی حالت بیان کی اور حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لے کر طفولیت تک کے چیدہ چیدہ واقعات کے بعد آپ کی سیرت و سوانح مبارکہ کے مختلف پہلوؤں پر سیر حاصل روشنی ڈالی۔

اسی طرح خاکسار کو مورخہ $\frac{5}{71}$ ۷ کی شب کو دوبارہ تقریر کرنے کا وقت دیا گیا اور خاکسار نے تقریباً پون گھنٹہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے واقعات اور پھر مدینہ منورہ میں مہاجرین کے ساتھ انصار کا حسنِ سلوک۔ سراقہ بن جعشم کا واقعہ۔ غارِ ثور کا واقعہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت۔ آپؐ کی قوتِ قدسیہ۔ ریاضت، عبادت اور خدا تعالیٰ سے حقیقی عشق کے چیدہ چیدہ واقعات بیان کئے۔

آخر پر خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے آپؐ کے احسانات کے صلہ میں اس محسنِ اعظم پر کثرت سے درود پڑھنے کی دوستوں کو تحریک کی۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے دوستوں پر خاکسار کی ہر دو تقاریر کا اچھا اثر رہا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے اور ساری دنیا اس نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کر کے فلاحِ دارین حاصل کر لے

اللّٰھُمَّ اٰمین۔

دعائے مغفرت

افسوس کہ مورخہ ۱۴ رمئی بروز جمعہ ہمارے ایک مخلص احمدی مکرم ولی محمد صاحب ڈار اس دنیائے فانی سے چل بسے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپ ایک بہت بڑے بزرگ اور جماعت کے پہلے احمدی تھے۔ آپ نے احمدیت کی خاطر بہت سی تکالیف اٹھائیں۔ اور آخری دم تک فریضہ تبلیغ بجالاتے رہے۔ آپ کی عمر بوقتِ وفات تقریباً ۱۱۵ سال کی تھی۔ آپ کی افسوسناک وفات پر تمام اہلِ بستی کی طرف سے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ نمازِ جنازہ مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس فاضل نے پڑھائی جس میں شورت اور کنی پورہ کے تمام دوست شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔ دیگر جماعتوں سے مرحوم کی نمازِ جنازہ غائب پڑھنے کی استدعا ہے۔

خاکسار: غلام محمد نائب صدر جماعت احمدیہ کنی پورہ (کشمیر)

وصیت

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کسی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ ایک ماہ کے اندر اندر دفتر ہذا کو اطلاع دے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۳۶۸۹ منکہ بی دستگیر ولد بی سید عبد المجید صاحب قوم سید پیشہ پنشن۔ عمر اندازاً ۸۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۵ء ساکن شموگہ شہر ڈاک خانہ و ضلع شموگہ۔ صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ $\frac{3}{71}$ ۳۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائداد نہیں۔ میری آمد صرف پنشن ہے جو ساڑھے تینتیس روپے ماہوار ہے میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری یہ وصیت اس جائداد پر بھی حاوی ہوگی جو بوقتِ وفات ثابت ہو۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد سید بی دستگیر $\frac{3}{71}$ ۳۰۔ گواہ شد سید مدار صدر جماعت احمدیہ شموگہ۔ گواہ شد ایس۔ کے۔ اختر حسین سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ شموگہ۔

کاتب الحروف: ملک صلاح الدین ایم اے وکیل المال تحریک جدید نزیل شموگہ۔

صوبہ اڑیسہ میں سالانہ تبلیغی جلسوں کا انعقاد بقیہ صفحہ (۱)

کیرنگ پہنچا۔ کیرنگ میں بفضلہ ۸، ۹ رمئی کو سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ جو بفضلہ تعالیٰ بہت کامیاب رہا اس میں صوبہ کی اکثر جماعتوں کے افراد نے شرکت کی۔ خدا تعالیٰ اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے آمین۔ آج انشاء اللہ وفد براستہ کٹک، موسی بنی مائنز کے جلسہ میں شمولیت کے لئے روانہ ہو جائے گا۔

—— (باقی پھر) ——

صدر انجمن احمدیہ کا نیا مالی سال

اور
بقایا دار افراد کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا تاکیدی ارشاد

جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے عہدیداران مال کو گذشتہ مالی سال ۷۱-۱۹۷۰ء کی وصولی اور بقایا کی پوزیشن سے نظامت ہذا کی طرف سے اطلاع بھجوائی جا چکی ہے۔

متعدد جماعتیں ایسی بھی ہیں جنہوں نے اپنے ذمہ گزشتہ مالی سال کا بجٹ پورا نہیں کیا اور بعض جماعتوں کی وصولی تو بہت کم ہے۔ اور ان کے چندوں کی کثیر رقوم بقایا ہیں۔ جماعتی ترقی کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ بقایا دار احباب کو ہر ممکن طریق سے سمجھا کر ان سے وصولی کر کے بقایا جات کو صاف کیا جاوے۔

اس تعلق میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں :-

"یاد رکھنا چاہیئے کہ بجٹ کو پورا کرنا مجھ پر احسان نہیں نہ سلسلہ پر احسان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے کچھ دیتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے سودا کرتا ہے۔ اور اس سودا کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے نزدیک جواب دہ ہے۔ اور جس قدر کمی رہتی ہے وہ اس کے نام بقایا ہے۔ اگر وہ اس دنیا میں ادا نہیں کرتا تو جب خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا، خدا تعالیٰ فرمائے گا جاؤ جہنم میں! بقایا ادا کر کے آؤ۔"

پس مقامی عہدیداران کا فرض ہے کہ چندہ جات کی ادائیگی میں خود بھی اعلیٰ عملی نمونہ پیش کریں اور بقایا داروں کو سمجھائیں کہ خدا تعالیٰ غضب میں دھیما ہے ابھی وقت ہے کہ وہ توجہ کریں اور اس کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ آئندہ کے لئے چندہ میں باقاعدگی اختیار کریں۔ بقایا جات کو ادا کریں۔ اگر وہ اپنی آمدنی میں سے خدا تعالیٰ کا حصہ نکال لیں گے تو یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بقیہ مال میں برکت ڈالے گا۔

جملہ مبلغین کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں احباب جماعت کو مالی قربانی کی ضرورت اور اہمیت سے پوری طرح آگاہ کریں اور قربانی کے اعلیٰ معیار کو پیدا کرنے کی کوشش فرما دیں۔

اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت کو فرض شناسی کی توفیق بخشے آمین۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

ضروری اعلان

ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب آف قادیان کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اخراج از قادیان و پنجاب کی تعمیل نہ کرنے کی وجہ سے اخراج از جماعت و مقاطعہ کی سزا دی گئی تھی۔ بعد میں پہلے فیصلہ کی تعمیل کر لینے پر انہیں دوسری سزا معاف کر دی گئی لیکن باوجود پہلے فیصلے پر کاربند رہنے کا وعدہ کرنے کے ٹھیکیدار صاحب عملاً قادیان و پنجاب سے باہر رہنے کی پابندی کی مسلسل خلاف ورزی کرتے رہے۔

چنانچہ نظارت ہذا کی طرف سے تازہ صورت حال پیش کرنے پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب کو دوبارہ اخراج از جماعت و مقاطعہ کی سزا کی منظوری دی ہے۔

جملہ احباب جماعت حضور کے اس فیصلہ کی پوری پوری پابندی کریں۔

ناظر امور عامہ قادیان

خصوصی درخواستِ دعا

عزیز فہیم احمد ابن صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب ان دنوں بہت ہی تشویشناک طور پر بیمار ہیں اور لائل پور ہسپتال میں زیر علاج ہیں کامل شفایابی کے لئے میں تمام بہنوں اور بھائیوں سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

خاکسار: مرزا وسیم احمد قادیان ۷۱/۵/۲۴

فہرست وعدہ کنندگان برائے تعمیر مسجد احمدیہ سرینگر

جماعت احمدیہ ترکہ پورہ

نمبر شمار	نام وعدہ کنندہ	وعدہ
۱	مکرم شمس الدین صاحب	۱۰۰-۰۰
۲	" محمد شفیع صاحب	۱۰۰-۰۰
۳	" بچگان محمد شفیع صاحب	۱۰-۰۰
۴	" شریف الدین صاحب	۲۵-۰۰
۵	" غلام محی الدین صاحب	۱۰-۰۰
۶	" حکیم عبد العزیز صاحب	۱۰-۰۰
۷	" ماسٹر غلام نبی صاحب	۱۰-۰۰
۸	" بشیر احمد صاحب	۵-۰۰
۹	" مولوی محمد عبد اللہ صاحب فرخ	۲۵-۰۰
	میزان	۲۹۵-۰۰

جماعت احمدیہ لدرون

نمبر شمار	نام وعدہ کنندہ	وعدہ
۱	مکرم خواجہ محمد یوسف صاحب صدر جماعت	۱۵۰-۰۰ پچاس روپے نقد ادا
۲	" ماسٹر علی محمد صاحب	۲۰-۰۰
۳	" رفیق احمد صاحب	۲۰-۰۰
۴	" بشیر احمد صاحب نومبائع	۱۰-۰۰ نقد ادا شدہ
۵	عزیز مشتاق احمد ابن خواجہ محمد یوسف صاحب	۱۰-۰۰
۶	عزیز ممتاز احمد " " "	۵-۰۰
۷	مکرمہ محمودہ بانو صاحبہ بنت مکرم خواجہ محمد یوسف صاحب	۱۰-۰۰
	میزان	۲۲۵-۰۰

متفرق

نمبر	نام	رقم	کیفیت
(۱)	مکرم میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی	۱۰۰/-	ادا شد
(۲)	محترمہ بیگم صاحبہ " " " " "	۱۰۰/-	"
(۳)	مکرم ڈاکٹر محمد طاہر صاحب ابن " " " "	۱۰۰/-	"
(۴)	محترمہ بیگم صاحبہ " " " " "	۱۰۰/-	"
(۵)	مکرم ڈاکٹر محمد ساجد صاحب ابن " " " "	۱۰۰/-	"
(۶)	" حافظ سخاوت علی صاحب قادیان	۱۰۰/-	"
(۷)	" قاضی عبد الحمید صاحب درویش قادیان	۱۰۰/-	"
(۸)	" غلام محمد صاحب لون کاٹھپورہ (کشمیر)	۱۰۰/-	
(۹)	فیاض اینڈ برادرس کولگام (کشمیر)	۱۰۰/-	
	میزان	۹۰۰/-	

نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان

ہر قسم کے پرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ —— نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

ٹیلیفون نمبر 23-1652 / 23-5222

تار کا پتہ "Autocentre"

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے۔